الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان
ماہ نامہ
اشرفیہ
مبارک پور
نومبر 2022

چند ضروری گزارشات:

(1)-آپ کے لنگر سے محتاج اور مسکین کھاتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ“ [البقرہ، آیت:271]

ترجمہ: اگر تم صدقوں کو ظاہر کرو تو کیا ہی خوب ہے اور اگر تم انھیں چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے۔

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہو گیا کہ غریبوں اور مسکینوں کو صدقات دو تو وہ آپ کے لیے ”تو یہ کیا ہی خوب“ اور ”تمھارے لیے بہتر ہے“ کے معنیٰ خیز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

(2)-عام طور پر کھانے کھلائے جاتے ہیں اور شیرینیاں تقسیم کی جاتی ہیں، اس موقع پر امیر و غریب میں فرق نہیں کیا جاتا، اس ہدیے میں ”ادخال السرور فی قلب المؤمن“ ہے جس کے اجر و ثواب میں کوئی شبہہ نہیں، بلکہ بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ یہ ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔

اس سے واضح ہوگیا کہ گیارہویں شریف اور دیگر دینی تقریبات میں کھانا کھلانا اور شیرینی تقسیم کرنا انتہائی افضل عمل ہے۔

(3)-اس موقع پر مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غریب اور مستحق بچیوں کی شادیاں کرائیں، ضرورت مند مریضوں کا علاج کرائیں، اسپتالوں میں فروٹ وغیرہ تقسیم کرائیں، یتیموں اور بیواؤں کی حسب ضرورت مدد کرائیں وغیرہ۔

(4)-دینی مدارس جہاں عام طور پر غریب طلبہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، حیلہ شرعی کے بعد زکات اور، خیرات بھی ان میں استعمال ہوتی ہے۔ اگر گیارہویں شریف یا دیگر ایصال ثواب کے مواقع پر ان مدارس کی مدد کی جائے تو یقیناً ایک بہترین عمل ہوگا اور اس گئے گزرے دور میں دین و سنیت کے فروغ کا ذریعہ بھی ہوگا۔

(5)-اس وقت ملک میں مسلمانوں کے جو سیاسی اور سماجی احوال ہیں۔ تعلیمی اور اقتصادی جو کیفیات ہیں، یہاں تفصیلات کا موقع نہیں، ذمہ داروں کو چاہیے کہ مسلم اتحاد اور فنڈنگ کی جانب توجہ کریں، غریبوں کو کھانا کھلانا بھی نیک کام ہے، مگر قوم کو تباہی سے بچانا اس سے بڑا کام ہے۔

یہ چند باتیں ہم نے برقت تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نیت کے ساتھ اچھے کام کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین

مُبارک حسین مِصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ مبارک پور

اشرفیہ

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبد الحفیظ عزیزی

سربراہ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 46 شمارہ 10 | نومبر 2022ء | ربیع الثانی 1444ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریــــــــــہ	گیارہویں شریف	مبارک حسین مصباحی	3
	مطالعۂ قرآن		
درسِ قـــــرآن	دورِ جاہلیت کی رسومات اور قرآنی تعلیمات (آخری قسط)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	10
	مطالعۂ حدیث		
درسِ حـــدیث	ایصال ثواب	مبارک حسین مصباحی	13
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	16
	نظریات		
فکرِ امروز	پی ایف آئی پر پانچ برسوں کی پابندی	صابر رضا رہبر مصباحی	18
	اسلامیات		
شعاعیں	عصرِ حاضر میں ہلالِ نو کے اعلان نامے	محمد مبشر رضا ازہر مصباحی	21
	شخصیات		
انوارِ حیات	عکس حیات برملت	مولانا محمد عبد المبین نعمانی	24
	سفرنامہ		
جادہ و منزل	سفرنامۂ عرب (آخری قسط)	خالد ایوب مصباحی	26
	ماہ نامہ اشرفیہ		
ربطِ باہم	پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور ماہ نامہ اشرفیہ (چوتھی قسط)	مبارک حسین مصباحی	30
	بزمِ دانش		
فکر و نظر	معارفِ غوثِ اعظم	مفتی محمد ساجد رضا مصباحی/حافظ افتخار احمد قادری	35
	ادبیات		
گوشۂ ادب	مبلغ اسلام کا اسلوب نگارش	مہتاب پیامی	40
نقد و نظر	فضائل سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا - مختصر تاثر	تبصرہ نگار: مبارک حسین مصباحی	45
خیابان حرم	مناقب غوث اعظم	شفیق رائے پوری/احمر جبل پوری/فیصل قادری گنوری/ساحر کلکتوی	47
	وفیات		
سفرِ آخرت	ممتاز نعت نگار الحاج محمد حنیف نازش قادری کی رحلت پر چند آنسو	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	48
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری/مبارک حسین مصباحی		51
	سرگرمیاں		
خیر و خبر	دینی مدارس ہدایت کے سرچشمے، امن کے گہوارے اور اشاعتِ دین کا ذریعہ ہیں/فتاواے رضویہ کے 100 سیٹ مفت تقسیم کرنے کا اعلان/دار العلوم قادریہ چریاکوٹ میں محفل یاد اعلیٰ حضرت/نوری مشن کی نئی اشاعت ''امام احمد رضا تحقیق کے آئینے میں''/جشن رضا و سنگ بنیاد مسجد شارح بخاری		56

گیارہویں شریف

مبارک حسین مصباحی

زبدۃ العارفین، عمدۃ الواصلین غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی بغدادی قدس سرہ العزیز علم و روحانیت کے تاجدار ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور القاب محی الدین، محبوبِ سبحانی اور غوث ثقلین ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین سید ہیں والد ماجد پیکرِ زہد و تقویٰ سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست قدس سرہ تھے اور والدہ محترمہ ام الخیر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ کا لقب امۃ الجبار تھا۔ آپ کی جائے ولادت اکثر روایات کے مطابق قصبہ نیف، علاقہ گیلان بلادِ فارس ہے۔ فرش گیتی پر آپ کا ظہور یکم رمضان المبارک 470ھ/17 مارچ 1078ء میں ہوا، وصال پر ملال بغداد شریف میں گیارہ ربیع الثانی 561ھ/12 فروری 1166ء میں مغرب کی نماز کے بعد ہوا۔ عمر لگ بھگ 91 برس تھی۔ جنازے کی نماز میں حیرت انگیز تعداد میں شیدائیوں کا مجمع تھا، امامت کے فرائض آپ کے لختِ جگر حضرت سید سیف الدین عبد الوہاب قادری علیہ الرحمہ نے انجام دیے۔ خانقاہ عالیہ قادریہ میں انوار و تجلیات کی مسلسل بارش ہوتی رہتی ہے، دنیا بھر کے مسلمان وہاں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں، اپنی مرادوں کے دامنوں کو بھر بھر کرلے جاتے ہیں۔ ہمیں بھی جمادی الاخریٰ 1441ھ/فروری 2020ء کے چند آخری ایام میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہم نے جی بھر کے ان کے دربار میں بھیک مانگی، ہماری دعا ہے مولا کریم ہم سب کو بار بار حاضری کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک مجلسیں ہوں یا گیارہویں شریف کی عرفانی محفلیں، بزرگانِ دین کے نورانی اعراس ہوں یا مرحومین کے ایصال کی تعزیتی تقریبات، اسی طرح دنیا سے الوداع کہنے والوں کے لیے فاتحہ، تیجے، دسویں، بیسویں، چالیسویں اور برسی وغیرہ کے اہتمامات یہ سب حق اور سب کے لیے اجر و ثواب کے باعث ہیں۔ یہ مبارک رسوم عہدِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک عالمِ اسلام میں ہوتی رہی ہیں۔ مختلف ممالک اور مختلف علاقوں میں ان کی نوعیتیں اور انداز جدا جدا ہوتے ہیں، عہدِ حاضر میں بھی دنیا بھر کے خوش عقیدہ مسلمان بڑے ذوق سے اہتمام کرتے ہیں۔ انڈونیشیا، ہندو پاک، بنگلہ دیش، ترکی، یمن، شام، عراق، ایران، برونئی، چین، روس اور یورپی ممالک میں بڑی مسلم آبادی ہے۔ اسی طرح عرب ممالک میں مسلم اکثریت ہے۔ 57 ممالک کی باگ ڈور مسلم حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ مختلف طریقوں سے اپنی مسرت انگیز طبیعتوں کے پیش نظر مجالس منعقد کرتے ہیں، علاقائی انداز کے کھانے اور مشروبات تیار کرتے ہیں، حسبِ استطاعت مٹھائیوں اور تبرکات کا اہتمام کرتے ہیں۔ تقریبات کی مناسبت سے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلوں کا انفرادی یا اجتماعی طور پر انعقاد کرتے ہیں۔

حج و زیارت کے موقع پر مکہ المکرمہ میں شیخ محمد بن علوی مالکی کی خانقاہ میں متعدّد بار حاضری کا شرف کیا۔ بڑا روحانی اور عرفانی منظر تھا، مختلف ممالک کے علما اور مشائخ وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں قطبِ مدینہ حضرت علامہ شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی قدس سرہ کی خانقاہ میں دو بار حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے لختِ جگر شیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی قدس سرہ سے شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ دونوں ہی خانقاہوں میں طے شدہ اوقات پر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اہتمام ہوتا تھا، میلاد شریف کی بے شمار مجالس میں شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے مگر تہذیب، نفاست اور ادب و احترام کے جو روحانی مناظر ہم نے ان مقامات پر دیکھے، کہیں اور نظر نہیں آئے، بزرگوں نے جس شوق اور وارفتگی کے ساتھ عالمِ بے خودی میں کھڑے ہو کر سلاموں کے نذرانے پیش کیے، ان عشق انگیز مناظر اور وفورِ شوق کے احوال نے ہماری سوچوں کا رخ بدل دیا، ہمیں عشق کے پیکر امام احمد رضا محدث بریلوی اب خوب یاد آرہے ہیں۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا — جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

گیارہویں شریف کے فضائل:

دلائل و شواہد سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیگر انبیائے کرام، اولیائے عظام اور عام مسلمانوں کے لیے استغفار اور اذکار و

اعمال سے انھیں ایصال ثواب کرنا نہ صرف درست و جائز بلکہ مستحسن اور نفع بخش ہے۔ اب آپ ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی جو اولیاے کرام میں اعلیٰ اور بلند ترین مقام رکھتے ہیں، قیامت تک کسی بھی سلسلے کی ولایت اور معرفت ان ہی کے در سے تقسیم ہوتی ہے۔ آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے" قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ **"میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔** آپ کا یہ ارشاد بحکم الٰہی جل وعلا اور رسول کریم ﷺ کے فیضان سے ہوا تھا۔ جس ولی نے گردن جھکا دی وہ کامیاب اور فائز المرام ہو گیا، معاملہ صرف سامنے جلوہ گر اولیاے کرام کا نہیں تھا بلکہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی ہو سب نے گردنیں جھکا دیں، خواجۂ خواجگان سلطان الہند نجران کی ایک پہاڑی پر مراقبے میں تھے، آپ نے سے نہ صرف گردن جھکا دی بلکہ انتہائی ادب سے عرض کیا: اے شیخ گردن نہیں، بلکہ فرمایا:" بَل عَلٰی رَاسی وَعَینِی "بلکہ میرا سر اور آنکھوں کی پتلیاں حاضر ہیں، اسی لیے حضور مفتی اعظم ہند نے بڑے احترام سے اپنی قلبی آرزو کا اظہار کیا ہے۔

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے — جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

بلا شبہہ غوث اعظم کا علمی مقام اور روحانی منصب بہت بڑا ہے، آپ آج بھی اپنی قبر سے روحانی تصرفات فرما رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت فرماتے رہیں گے اور قبر و حشر میں بھی ان کے نانا جان شفیع المذنبین کے سر اقدس پر شفاعت کبریٰ کا تاج رکھا ہوگا، یہ امت میدان حشر میں یکے بعد دیگرے دیگر انبیائے کرام کی بارگاہوں میں حاضر ہوگی مگر ہر دربار نبوت پر ایک ہی اعلان سنیں گے "إذهبو إلى غيري" ہمارے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ مگر جب رحمۃ للعالمین ﷺ کا سامنا ہوگا تو آپ فرمائیں گے ؛آؤ، آؤ، ہم آپ ہی کے انتظار میں ہیں۔ ایک سچے عاشق نے کتنی بلیغ ترجمانی کی ہے۔

کہیں گے اور نبی اذهبو الی غیری — میرے حضور کے لب پر انا لها ہوگا

ایسا ہوا کیوں ؟ پہلے ہی امت شفاعت کبریٰ کے تاجدار کی بارگاہ میں حاضر کیوں نہیں ہوئی ؟ اس کا جواب ایک عاشق رسول ﷺ نے اپنے انداز میں دیا ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا — تمھاری شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

آقا کریم ﷺ، اہل بیت اطہار اور علما و مشائخ بھی شفاعت فرمائیں گے، ہم اس تفصیل کو کسی اور موقع کے لیے چھوڑتے ہیں۔

اولیاے کرام کے سروں کے تاج، محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال 11 ربیع الثانی بروز پیر بغداد مقدس میں ہوا، بعض نے 8/10/14 اور 17 ربیع الثانی کا بھی قول کیا ہے مگر 11 ربیع الثانی پر جمہور کا اتفاق ہے۔ بلا شبہ یہ حق اور سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر موت طاری ہوتی ہے مگر برائے نام وہ دنیا سے آخرت کی جانب منتقل ہوتے ہیں۔ امام رازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

" اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ۔"(تفسیر کبیر، ج:2، ص:98)

اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔

سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حیات اور اس کے بعد بھی مسلسل تصرفات فرما رہے ہیں، جس طرح انبیاے کرام میں سب سے زیادہ معجزات کا ظہور نبی آخر الزماں ﷺ سے ہوا، آپ تو سراپا معجزہ بن کر صفحۂ ہستی پر جلوہ گر ہوئے تھے آج بھی آپ کے معجزات ہمارے دلوں اور گھروں میں ظہور پذیر ہیں، اسی طرح اولیاے کرام میں سب سے زیادہ کرامات اور تصرفات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اب ان کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لیے ہمیں غور کرنا ہماری ایمانی کمزوری ہے۔ قرآن، احادیث اور بزرگان دین کے بے شمار احکام اور معمولات ہم سب کے سامنے ہیں۔ منکرین کو اپنے ایمان و عقیدہ کے بارے میں ہزار بار غور کرنا چاہیے کہ کہیں ان میں کوئی نقصان تو نہیں ہے، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ اِسْتَغَاثَهٗ فِيْ كُرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ مَنْ نَادىٰ بِاِسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فَرَجْتُ عَنْهُ وَمَنْ

تَوَسَّلَ اِلَى اللّٰهِ بِيْ حَاجَةً قَضَيْتُ حَاجَتَہٗ."(قلائد الجواہر، ص:36، اخبار الاخیار فارسی ص:26، تفریح الخاطر، ص:56، سفینۃ الاولیا، ص:73)

ترجمہ جو کوئی مجھ سے مصیبت میں فریاد کرے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا اور جو کوئی میرے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کر دے گا۔

اور آپ ارشاد فرماتے ہیں:

" وَعِزَّةِ رَبِّيْ وَجَلَالِهٖ اِنَّ يَدِيَ عَلٰى مُرِيْدِيْ كَمَا سَمَاءُ عَلَى الْاَرْضِ."

(بہجۃ الاسرار، ص:100، قلائد الجواہر، ص:15)

ترجمہ: مجھے میرے پروردگار اور اس کے جلال کی قسم، بے شک میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح آسمان زمین پر چھایا ہوا ہے۔

اور ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

" وَلَوِ انْكَشَفَتْ عَوْرَةُ مُرِيْدِيْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ لَسَتَرْتُهَا."(قلائد الجواہر، ص:16، بہجۃ الاسرار، ص:99)

ترجمہ: اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مغرب میں رہوں تو میں اس کا ستر ڈھانپ دوں گا۔

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم — فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
ترا نام لے کر جو نعرہ لگایا — مہم سر ہوئی ایک دم غوث اعظم

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"جان لیں کہ [حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ] شیخ سے مدد مانگنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنا ہے کیوں کہ یہ ان کے نائب اور جانشین ہیں اور اس عقیدے کو پورے یقین کے ساتھ اپنے پلے سے باندھ لیں۔"(مجموعات المکاتیب والرسل، ص:250)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

" وَقَدِ اشْتَهَرَ فِيْ دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمَ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنَ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ."(ماثبت بالسنہ، عربی، ص:68)

بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ ہمارے ہندوستانی مشائخ اور آپ کی نسل پاک میں مشہور ہے۔

شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کے حالات میں محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"کہ یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرد۔"(اخبار الاخیار، ص:242، مطبوعہ)

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک کیا کرتے تھے۔

گیارہویں شریف اور ختم غوثیہ کرنا:

حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری اپنے فتوے میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ گیارہ تاریخ کو کرنا اور ختم غوثیہ اس جملہ " يَا شَيْخ عبد القادر جيلاني شيئًا لله "کے ساتھ پڑھنا سب جائز ہے اور بطور تبرک اور عمل (ختم غوثیہ) کے پڑھنے

میں قطعاً احتمال شرک وکفر نہیں۔ (فتاویٰ ارشادیہ، ج:اول، ص:55)

ختم غوثیہ ہر کام کے لیے مجرب ہے، اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نماز قضاے حاجات پورے اخلاص کے ساتھ پڑھے، ہر رکعت میں بعد الحمد 11 / بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ بعدِ سلام درودِ غوثیہ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔ 111 بار۔ کلمۂ طیبہ سورۂ اخلاص 111 بار، يَا شَيْخ عبد القادر جيلاني شيئًا لله 111 بار۔ پھر یہ اسما گیارہ بار پڑھے "یا شیخ محی الدین یا ولی یا سید یا سلطان یا بادشاہ یا مخدوم یا مولانا یا خواجہ یا محبوب یا محب الفقراء والمساکین یا غوث الثقلین اغثنی امدانی فی قضاء حاجتی اشفع یا ولی اللہ کن واسطہ بینی وبین اللہ۔ پھر یا سید محی الدین اغثنی 111 بار۔

طریقۂ فاتحہ: پھر اس ترتیب سے فاتحہ پڑھے: اول 11 بار درود غوثیہ پھر 7 بار الحمد شریف، پھر 7 بار سورۂ اخلاص، پھر 11 بار درود غوثیہ شریف پڑھے۔ اور یہ عمل بروز اتوار بعد طلوعِ آفتاب کرے یا شبِ جمعہ میں پاک وصاف جگہ سفید چاندنی بچھائے اور اس پر حسبِ استطاعت 11 اشرفی یا 11 آنہ کی نیاز یعنی حلوہ بنا کر پاس رکھے اور خوشبو عطر وغیرہ ملے پھر پڑھنے میں مشغول ہو اور جس ترتیب سے اوپر بتایا ہے فاتحہ دے اور پھر اپنے مقصد کے لیے دعا کرے۔ (مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری، ص:79،80)

سچ اور حق ہے کہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ ہر گیارہ تاریخ کو حضور سرور عالم ﷺ کی فاتحہ اور ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے تھے، آپ کی روحانی شخصیت عظیم ترین تھی، آپ غوثیت کبریٰ کے مقام پر فائز تھے، ان سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا، آپ کے خطاب کی محفل میں ستر ہزار سے زیادہ کا مجمع ہوتا، آپ کے روحانی اسرار و رموز سننے کے لیے دنیا بھر سے اولیاے کرام اور صالحین جلوہ گر ہو جاتے تھے۔ بڑی تعداد میں فرشتے اور مسلم جنات بھی حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے آپ جب قال سے حال کی طرف رخ کرتے تو مجمع وجد وکیف میں ڈوب جاتا، کچھ عارفین کپڑے پھاڑ لیتے، کچھ ظاہری ہوش و خرد کھو دیتے، کچھ جنگلات اور پہاڑوں کا رخ کرتے، اور کتنے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے معرفت کی تاب نہ لا کر اسی مقام پر جان دے دیتے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے روحانی تصرفات سے کتنے ہی ڈوبتے جہازوں کو کنارے لگا دیا، کتنے ڈاکوؤں اور چوروں سے لوٹا ہوا مال واپس دلا دیا اور کتنے پریشان حال تاجروں اور حالات کے ماروں کو سہارا دے دیا، آپ کے فیضان سے کتنے کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے دل ایمان کی حلاوت سے سرشار ہو گئے اور کتنے عیسائیوں اور یہودیوں کو عشق و ایمان کی سرمدی نعمتوں سے مالا مال فرما دیا، کتنے مردوں کو اللہ تعالیٰ سے زندگی دلائی اور کتنے اولاد سے مایوس حضرات کو اولاد سے سرفراز کیا۔

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر　　　کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اب یہاں ایک سوال کیا جاتا ہے کہ اہلِ سنت و جماعت بارہویں شریف، عاشورہ محرم اور گیارہویں شریف وغیرہ میں دن اور اوقات متعیّن کرتے ہیں اس حوالے سے بھی احادیث میں دلائل ہیں اور سلف صالحین کے اقوال اور معمولات ہیں، ہم ذیل میں چند حدیثیں پیش کرتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے: سب دنوں سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ (ابوداؤد شریف، ص:105)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ (نسائی، ص:328)

اور فرمایا: پیر اور جمعہ کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ (ترمذی، ج:2، ص:93)

اور غزوۂ تبوک کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے جمعرات کا سفر پسند فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:338)

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ چاند کی گیارہ تاریخ کو سید الانبیا، محبوب کبریا ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایصال ثواب کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ایصالِ ثواب کی تلقین کیا کرتے تھے، آپ فرماتے ہیں:

يَقْرَءُ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَغَيْرَهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَيُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ. (غنیۃ الطالبین، ص:105)

ترجمہ: 11 بار قرآن مجید میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے پڑھ کر اس کے ثواب کا ہدیہ صاحبِ قبر کو بھیجے۔

بلاشبہہ سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی علوم و معارف کے تاجدار ہیں، آپ کے فیوض و برکات کا سمندر آج بھی اسی شان سے جاری ہے۔ اولیاے کرام اور عرفاے دہر نے آپ کی مقدس بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج پیش کیا ہے اور آج بھی دنیا بھر میں گیارہویں شریف، توشۂ قادریہ اور آپ کے تذکار کے سلسلے جاری ہیں۔ آج بھی ضرورت مند اپنی سچی طلب کے ساتھ آپ کے وسیلے سے اپنی مرادیں حاصل کر رہے ہیں، مگر ایک بات ہمیشہ اپنے دل و دماغ میں محفوظ رکھنا چاہیے کہ جو بھی اہتمام کریں اس میں سچائی اور اخلاصِ نیت ہو، ریاکاری و مکاری اور شہرت و ناموری کے جذبات ہرگز نہیں ہونا چاہیے، اس کا اعلان فخریہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے گیارہویں شریف میں سودو سو دیگیں بنوائیں، یا مسلسل گیارہ دن تک لنگرِ عام کیا اور ہم تو گیارہویں شریف پر ہمیشہ ہی ایسا کرتے ہیں۔ یہ سب کام اگر اخلاصِ نیت کے ساتھ ہوں، نام و نمود کا کوئی جذبہ نہ ہو تو بلاشبہہ یہ اچھے اور بہت اچھے کام ہیں اور جو نام و نمود کے لیے کرتے ہیں، ہم ان کے لیے بھی اخلاصِ نیت کی دعا کرتے ہیں، مولا تعالیٰ انھیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل سچائی اور، تواضع و انکساری کی دولت عطا فرما اور نیتوں میں اخلاص کی خوشبو پیدا فرمادے۔ آمین۔

چند ضروری گزارشات:

(1)- آپ کے لنگر سے محتاج اور مسکین کھاتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ" [البقرہ، آیت:271]

ترجمہ: اگر تم صدقوں کو ظاہر کرو تو کیا ہی خوب ہے اور اگر تم انھیں چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے۔

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہو گیا کہ غریبوں اور مسکینوں کو صدقات دو تو وہ آپ کے لیے "تو یہ کیا ہی خوب" اور "تمھارے لیے بہتر ہے" کے معنیٰ خیز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

(2)- عام طور پر کھانے کھلائے جاتے ہیں اور شیرینیاں تقسیم کی جاتی ہیں، اس موقع پر امیر و غریب میں فرق نہیں کیا جاتا، اس ہدیے میں "ادخال السرور فی قلب المؤمن" ہے جس کے اجر و ثواب میں کوئی شبہہ نہیں، بلکہ بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ یہ ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ گیارہویں شریف اور دیگر دینی تقریبات میں کھانا کھلانا اور شیرینی تقسیم کرنا انتہائی افضل عمل ہے۔

(3)- اس موقع پر مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غریب اور مستحق بچیوں کی شادیاں کرائیں، ضرورت مند مریضوں کا علاج کرائیں، اسپتالوں میں فروٹ وغیرہ تقسیم کرائیں، یتیموں اور بیواؤں کی حسب ضرورت مدد کرائیں وغیرہ۔

(4)- دینی مدارس جہاں عام طور پر غریب طلبہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، حیلہ شرعی کے بعد زکات اور، خیرات بھی ان میں استعمال ہوتی ہے۔ اگر گیارہویں شریف یا دیگر ایصال ثواب کے مواقع پر ان مدارس کی مدد کی جائے تو یقیناً ایک بہترین عمل ہوگا اور اس گئے گزرے دور میں دین وسنیت کے فروغ کا ذریعہ بھی ہوگا۔

(5)- اس وقت ملک میں مسلمانوں کے جو سیاسی اور سماجی احوال ہیں۔ تعلیمی اور اقتصادی جو کیفیات ہیں، یہاں تفصیلات کا موقع نہیں، ذمہ داروں کو چاہیے کہ مسلم اتحاد اور فنڈنگ کی جانب توجہ کریں، غریبوں کو کھانا کھلانا بھی نیک کام ہے، مگر قوم کو تباہی سے بچانا اس سے بڑا کام ہے۔

یہ چند باتیں ہم نے برقت تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نیت کے ساتھ اچھے کام کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین

*****

تفہیم قرآن

آخری قسط

دور جاہلیت کی رسومات اور قرآنی تعلیمات

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

2- بیوہ کا نکاح دوسرے سے کر دیتا، آنے والے نئے شوہر سے پورا پورا مہر وصول کرتا، لیکن عورت کو اس کے مہر سے کچھ نہیں دیتا، بلکہ سارا مہر اپنے مصرف خاص میں استعمال کرتا، کیوں کہ وہ خود کو عورت کی جان و مال کا مالک تصور کرتا۔

3/4- اس بیوہ سے نہ خود نکاح کرتا، نہ اسے اس بات کی اجازت دیتا کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح کرے، یعنی اسے ازدوجی زندگی سے مکمل دور رکھتا، اور ہر طرح سے اذیت پہنچاتا، یہاں تک کہ وہ بیوہ عورت اس غاصب کے ظلم سے نجات پانے کے لیے اپنا سارا مال و منال اس کے حوالے کر دیتی، یا اس کے مظالم کی چکھی میں پستے پستے طبعی موت مر جاتی، اور چادر اوڑھا کر وراثت میں لینے والا غاصب مظلوم بیوہ کے ساری جائیداد پر قابض ہو جاتا، قرآن کریم نے ان تمام ظالمانہ رسموں کو کالعدم قرار دیا، خواتین کی حق تلفی سے منع فرمایا، بطور خاص بے سہارا بیوہ عورتوں کو یرغمال بنانے اور ان کے اموال غصب کرنے سے منع فرمایا، اور ان کے ساتھ ہر حال میں حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی، فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا [النساء 19]۔

اے ایمان والو! تمھارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی تم عورتوں کے وارث بن جاؤ، اور نہ تم ان کو اس لیے روکو کہ تم نے جو مہر ادا کیا اس سے کچھ واپس لے لو، مگر یہ کہ وہ علانیہ بے حیائی کا کام کریں، اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو، تو اگر وہ تمھیں پسند نہ آئیں تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو نا پسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسی میں تمھارے لیے بھلائی رکھ دے۔

طلاق کے بعد مہر کی واپسی:

زمانہ قدیم کی ایک مذموم رسم یہ بھی تھی کہ اگر کسی کو کوئی عورت پسند آجاتی تو وہ اپنی بیوی پر گناہ کا الزام لگا دیتا، تاکہ وہ اپنے شوہر سے تنگ آکر گلو خلاصی کی راہ تلاش کرے، اس صورت میں اس کے لیے سب سے آسان طریقہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کا ادا کیا ہوا مہر واپس کر کے ہمیشہ کے لیے علاحدہ ہو جائے، اس طرح شوہر اپنی الزام تراشی اور ایذا رسانی کی وجہ سے دیا ہوا مہر واپس لے لیتا، قرآن کریم نے اس بیہودہ رسم کو یکلخت ختم کر دیا، اور فرمایا کہ جب تم نے خلوت صحیحہ کر لی، اس سے جسمانی فوائد حاصل کیے، اور تسکین نفس کے عوض اپنے اوپر مہر مؤکد کر دیا، عملاً ادا بھی کر دیا، اب تمھارا ضمیر تمھیں کیسے اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جس کے ساتھ عرصہ دراز تک زندگی گزاری اسی پر جھوٹے الزامات لگاؤ، اس کی دل آزاری کرو، اور اس کو دیا ہوا مہر زبردستی واپس لے لو، یہ وہ گھناؤنی حرکت ہے جسے کوئی مہذب انسان پسند نہیں کرتا، چہ جائیکہ اللہ پسند کرے، لہٰذا اس عمل سے باز آجاؤ، فرمایا:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۝ [النساء 20-21]۔

اور اگر تم ایک کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہتے ہو اور ایک کو خوب مال دے چکے ہو تو اس مال سے کچھ بھی نہ لو، کیا اسے تم بہتان باندھ کر اور گناہ کے مرتکب ہو کر لو گے؟ اور تم اسے کیسے لو گے جب کہ تم خلوت میں ایک دوسرے سے مل چکے ہو، اور انھوں نے تم سے پختہ عہد لے لیا ہے۔

باپ کی منکوحہ سے نکاح:

دور جاہلیت کی یہ عام رسم یہ بھی تھی کہ جب باپ کا انتقال ہو جاتا تو بیٹا اپنی ماں کو چھوڑ کر باپ کی دوسری منکوحہ سے نکاح کر لیتا، بعض قبائل میں اس بری رسم پر عمل درآمد ضروری تھا، جب کہ بعض قبائل میں آپسی رضامندی کے بعد اس کی اجازت تھی، بہر صورت باپ کی وفات کے بعد بیٹے کے لیے اس کی منکوحہ سے نکاح معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ اس قسم کے نکاح کا عام رواج تھا، اور ایسے نکاح سے کئی خاندان بھی وجود میں آئے۔

تفسیر نسفی میں ہے کہ جب قرآن کریم نے عورتوں کی جبری وراثت

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

سے منع کیا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے مورث اعلیٰ یا باپ کی منکوحہ سے زبردستی نکاح نہیں کریں گے، البتہ ہم انھیں پیغام نکاح بھیجیں گے، اور ان کی رضامندی سے شادی کریں گے، تو اللہ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ [النساء22]

یعنی ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمھارے آباواجداد نکاح کر چکے ہیں، لیکن جو پہلے ہو چکا وہ معاف ہے، ایسا عمل سراسر بے حیائی اور باعث غضب ہے، اور بہت ہی برا ہے۔

ظاہر سی بات ہے کہ باپ، دادا کی منکوحہ سوتیلی ماں یا دادی کے درجے میں ہوتی ہے، اور غیرت انسانی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ جو ماں یا دادی کے درجے میں ہو اسی کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کئے جائیں، لہٰذا باپ کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے۔

مذکورہ بالا آیات بینات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قدیم زمانے میں نکاح کے سلسلے میں بڑی بے اعتدالیاں تھیں، بے دردی کے ساتھ عورتوں کے حقوق پامال کیے جاتے تھے، ان کے مہر ادا نہیں کیے جاتے تھے، جائیداد کی طرح عورتوں میں بھی وراثت جاری ہوتی تھی، قرآن کریم نے ایسی تمام مذموم رسموں کو خاتمہ کر دیا، ساتھ ہی نکاح، مہر اور ازدواجی زندگی کے سلسلے میں ایسے محکم اصول عطا فرمائے جن کو بروئے کار لانے کے بعد عاقدین کی زندگی بڑی آسانی کے ساتھ کامیاب اور خوشگوار بن سکتی ہے۔

طلاق اور جاہلیت کی رسمیں:

خالق کائنات نے نسل انسانی کے فروغ اور نسبی شرافت کے تحفظ کے لیے نکاح کو مشروع کیا، اللہ کے بنائے ہوئے اس مقدس قانون کے مطابق دنیا آباد ہوئی اور ہوتی رہے گی، نکاح کی بنیاد پر قائم ہونے والے رشتے عموماً پائیدار، بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتے ہیں، البتہ کبھی زوجین میں نااتفاقی ہو جاتی ہے اور مصالحت کی کوئی راہ نہیں ہوتی، یا عاقدین کو کوئی اور مجبوری درپیش ہوتی ہے جس میں باہمی مفارقت سے زیادہ بہتر کوئی حل نہیں ہوتا، اس وقت اللہ کا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ طلاق کے ذریعے میاں بیوی ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، اور جہاں بہتر سمجھیں زندگی گزاریں، کیونکہ جس زندگی میں لاتعداد الجھنیں ہوں یا ناقابل برداشت نفرتیں ہوں اس زندگی میں اللہ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کے لیے مطلوبہ یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی، اس طرح انسان اپنے مقصد تخلیق میں ناکام ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں جب کسی کا ذہنی سکون غارت ہو جاتا ہے تو اس کی دوسری صلاحیتیں معطل ہو جاتی ہیں، اور ایسے بے کار افراد کبھی بھی معاشرے کے لیے سودمند ثابت نہیں ہو سکتے، بسا اوقات ایسے افراد ناسور بن کر پورے خاندان کو آزمائش کی آگ میں جھونک دیتے ہیں، انھی ممکنہ خطرات سے حفاظت کے لیے طلاق کا قانون وضع کیا گیا، تاکہ بندے اس چھوٹی مصیبت کو اپنا کر بڑی مصیبتوں سے نجات حاصل کر سکیں۔

جو لوگ فلسفہ طلاق اور اس کی مشروعیت کے مقاصد کو سمجھتے ہیں وہ طلاق کا صحیح استعمال کرتے ہیں، لیکن جو اس کے اغراض ومقاصد سے ناواقف ہوتے ہیں وہ طلاق کا بے جا استعمال کر کے مزید مشکلات کھڑی کر دیتے ہیں، کچھ یہی حال زمانہ جاہلیت کا تھا، ماقبل اسلام بہت سے افراد طلاق کا بے جا استعمال کیا کرتے تھے، طلاق کو انتقام کی آگ بجھانے کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھتے تھے، طلاق کے ذریعے عورتوں پر ہر قسم کا ظلم روا رکھتے تھے، اسی لیے قرآن کریم نے طلاق سے متعلق غلط رسموں پر خصوصی روک لگائی، اور طلاق کی شرعی حد بندیوں سے آگاہ کیا، ذیل میں اس کی کچھ نظیریں ملاحظہ فرمائیں۔

تین بار سے زیادہ طلاق نہیں ہو سکتی:

قدیم زمانے میں طلاق کی کوئی حد متعیّن نہیں تھی، لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے، پھر رجعت کر لیتے، پھر طلاق دیتے پھر رجعت کر لیتے، اس طرح پوری زندگی عورتوں کو پھنسائے رکھتے، اور انھیں ازدواجی زندگی کی لذتوں سے مکمل طور پر محروم کر دیتے، تفسیر طبری میں ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی کسی بات پر اپنی زوجہ سے ناراض ہو گئے، اور غضب ناک ہو کر فرمانے لگے: لا أقربُك ولا تحلّين مني.

یعنی میں نہ تمھارے قریب آؤں گا اور نہ تمھیں آزادی دوں گا۔

ان کی زوجہ نے پوچھا: یہ کیسے ہوگا؟

تو انھوں نے فرمایا: أطلّقك، حتى إذا دنا أجلك راجعتك، ثم أطلقك، فإذا دنا أجلك راجعتك .

یعنی میں تمھیں طلاق دے دوں گا، جب تکمیل عدت کا وقت قریب آئے گا تو رجعت کر لوں گا، پھر طلاق دوں گا اور جب تکمیل عدت کا وقت قریب آجائے تو رجعت کر لوں گا، اس طرح تمھیں الجھائے رکھوں گا، تو اس خاتون نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی، اس وقت قرآن مجید کی درج ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ
یعنی طلاق رجعی دو بار ہو سکتی ہے، پھر اس بعد بیوی کو بھلائی کے مطابق روک لو یا خیر کے ساتھ چھوڑ دو۔

اس آیت مبارکہ نے طلاق رجعی کی حد متعیّن کر دی، اور بار بار رجعت کی وجہ سے عورتوں پر ہونے والے مظالم کا خاتمہ کر دیا۔

تکمیل عدت سے پہلے اذیت کے لیے رجعت:

طلاق کا مقصد عاقدین کو ان کی ازدواجی زندگی کی الجھنوں سے نجات دلانا ہے، لیکن قدیم زمانے میں کچھ افراد ایسے بھی تھے جو طلاق اور رجعت کا بے جا استعمال کیا کرتے تھے، وہ اپنی نفرتوں کے اظہار کے لیے طلاق دیتے، پھر بدل خلع یا مہر کی واپسی کے لیے رجعت کر لیتے، یعنی طلاق کے بعد رجعت تو کر لیتے، لیکن ان کی نیت صحیح نہیں ہوتی، ان کی رجعت کا مقصد یہ ہوتا کہ عورت کی عدت کے ایام بڑھ جائیں، اور اس کی الجھنوں میں خوب اضافہ ہو جائے، یہاں تک کہ وہ تنگ آکر خلع کے لیے آمادہ ہو جائے، اور بھاری قیمت چکا کر آزادی حاصل کر لے، قرآن کریم نے عورتوں کے ساتھ ایسی بد خواہی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی برائیوں سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۠ وَّ لَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ وَ مَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوۡٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمَآ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ وَالۡحِكۡمَةِ يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ○[البقرۃ 231]۔

یعنی جب تم عورتوں کو طلاق دو، اور ان کی عدت پوری ہونے لگے تو انھیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خیر کے ساتھ چھوڑ دو، ان کو ضرر پہنچانے کے لیے مت روکو، کہ تم ان پر زیادتی کرو، جس نے ایسا کیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اور اللہ کی آیتوں کا مذاق نہ بناؤ، اور اللہ نے جو تم پر انعام کیا اسے یاد کرو، اور اسے بھی جو اس نے تم پر کتاب و حکمت نازل کی، وہ تمھیں اسی کے ذریعے نصیحت فرماتا ہے، اللہ سے ڈرتے رہو اور اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ ہر شی کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں عورتوں پر زیادتی، درازی مدت کے لیے رجعت، اور اللہ کی آیتوں کے ساتھ مذاق سے منع کیا گیا ہے، ساتھ ہی انعامات الٰہیہ کو یاد رکھنے اور کتاب و حکمت سے بھرپور نصیحت حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

طلاق دہندہ سے دوبارہ نکاح: بسا اوقات جلد بازی یا نادانی میں طلاق ہو جاتی ہے، وقت گزرنے کے ساتھ عاقدین کو یا دونوں میں کسی ایک کو سمجھ میں آتا ہے کہ طلاق کا فیصلہ غلط تھا، اسی لیے سابقہ زندگی کی طرف رجوع کر لینا چاہیے، پھر دونوں باہمی مشورے اور آپسی رضامندی سے سابقہ حالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں، اور حسب معمول ازدواجی زندگی گزارتے ہیں، عموماً دوران عدت رجوع میں کوئی دشواری نہیں ہوتی، دشواری اس وقت ہوتی ہے جب عدت گزر جاتی ہے، اور از سر نو نکاح کی ضرورت پیش آتی ہے، کیوں کہ عموماً مطلقہ کے اولیا اس بات پر آمادہ نہیں ہوتے کہ طلاق دہندہ سے مطلقہ کا دوبارہ عقد کیا جائے، اور نکاح جدید کے بعد اسے شوہر اول کے ساتھ رہنے کی اجازت دی جائے، تفسیر قرطبی وغیرہ میں ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب ان کے شوہر نے طلاق دے دی، اور انھوں نے عدت طلاق گزار لی تو ان کے شوہر کو ندامت ہوئی، اور انھوں نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا تو مطلقہ صحابیہ نے رشتہ منظور کر لیا، لیکن ان کے برادر گرامی حضرت معقل بن یسار نے منع کر دیا، اس وقت اللہ وحدہ لاشریک نے درج ذیل آیت نازل فرمائی، اور اولیا کو نکاح ثانی میں رخنہ ڈالنے سے منع فرمایا، ارشاد باری ہے:

وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوۡا بَيۡنَهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ ذٰلِكَ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمۡ اَزۡكٰى لَكُمۡ وَاَطۡهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○[البقرۃ 232]

یعنی جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دے دو، اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں، تو انھیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو، جب کہ وہ شرعی طریقے پر نکاح کے لیے باہم راضی ہوں، یہ نصیحت ان کے لیے ہے جو تم میں اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، یہ تمھارے لیے صاف ستھرا طریقہ ہے، اللہ سب کچھ جانتا ہے، لیکن تم نہیں جانتے۔

اس آیت مبارکہ کے مطابق طلاق رجعی کی عدت گزار کر بائن ہونے والی خاتون کو اس بات کی مکمل اجازت ہے کہ وہ نکاح جدید کے بعد اپنے شوہر اول کے ساتھ زندگی بسر کرے، اور مطلقہ کے اولیا کو قطعاً اس کی اجازت نہیں کہ وہ اس معاملے کو اپنی غیرت کا مسئلہ بنا لیں، طرفین کی رضامندی اور شرعی گنجائش کے باوجود کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کریں۔

مذکورہ بالا آیات کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم نے نکاح و مہر اور طلاق و رجعت سے متعلق تمام بری رسموں کو کالعدم قرار دیا، اور ہر گام پر شریعت حقہ کی پاسداری کی تعلیم دی۔

❀❀❀

درسِ حدیث

ایصال ثواب

مبارک حسین مصباحی

بفضلہٖ تعالیٰ عرب، مشرق وسطیٰ اور دیگر مسلم ممالک میں اکثریت اہلِ سنت و جماعت کی ہے اور سب ہی ممالک میں جشن عید میلاد النبی ﷺ بڑے ذوق و شوق سے منایا جاتا ہے، اسی طرح گیارہویں شریف اور ایصال ثواب کی دیگر مجالس کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ منکرین اور خارجیوں کی تعداد قلیل ہے، مگر قربِ قیامت کی علامت یہ ہے کہ میڈیا اور ترسیل کے ذرائع ان ہی کے ہاتھوں میں ہیں، اس لیے تاثر یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے بیش تر مسلم ممالک میں ان ہی کی اکثریت ہے حالاں کہ یہ غلط اور باطل ہے۔ اہل سنت و جماعت کا تعارف آج بھی بہت سے ممالک میں صوفی ازم سے کیا جاتا ہے۔ ان کی نگاہوں میں قرآن، احادیث اور معمولاتِ اکابر ہوتے ہیں۔ اس پس منظر میں ہم اسلام کے بنیادی حقائق سامنے رکھتے ہیں تاکہ زمانے پر یہ سچائی واضح ہو جائے کہ اصل کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

ایصالِ ثواب کے جواز اور استحسان پر قرآنی دلائل:

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ (سورہ نور، آیت:62)

ترجمہ: تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگو۔

یہاں نبی کریم ﷺ کو مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کی اجازت عطا کی جارہی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے:

”فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ“ (سورہ محمد، آیت:19)

ترجمہ: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

زیرِ بحث مسئلہ واضح ہو گیا کہ ایک کا عمل دوسرے کے لیے نفع بخش ہوتا ہے جیسا کہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا۔ اس آیت میں ایک جملہ ” وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ “ آیا ہے، حالاں کہ آپ کی ذات معصوم ہے، ”ذنب“ یعنی گناہ کا کوئی تصور نہیں، قبر و حشر میں آپ کی شفاعت بلا شبہہ نجات دلائے گی، اس لیے مترجمین اور مفسرین نے اس کی مختلف توضیحات فرمائی ہیں، تارکِ سلطنت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے لفظ ”ذنب“ کا ترجمہ لفظ ”ذنب“ فرمایا ہے، بعض نے خواص اور بعض نے اہلِ بیت وغیرہ مراد لیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

> ”نبی کریم ﷺ گناہوں سے معصوم ہیں، اس کے باوجود آپ کو گناہ سے مغفرت طلب کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ اس معاملے میں امت آپ کی پیروی کرے، نبی کریم ﷺ نے مغفرت طلب بھی کی ہے۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں روزانہ 100 مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔“
>
> (جلالین، سورۂ محمد، تحت آیت نمبر 19، ص:42)

قرآن عظیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے لیے، حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تمام مومنین لیے دعاے مغفرت کرنا منقول ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۠ ﴿۴۱﴾“ (سورہ ابراہیم، آیت:41)

ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لیے، حضرت آدم و حوا کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعاے مغفرت فرمائی ہے، اس میں موجودین کے لیے بھی اور ان کے لیے بھی جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، حاصل یہ ہے کہ دعاے استغفار غیروں کے لیے نہ صرف درست بلکہ مستحسن اور انبیاے کرام کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں ہے۔ قرآن عظیم میں ہے:

”قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ﴿۹۷﴾قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴿۹۸﴾“

(سورہ یوسف، آیت:97،98)

ترجمہ: بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے بے شک ہم خطاوار ہیں۔ کہا جلد میں تمھاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایک انسان کا دوسرے کے لیے استغفار مفید اور کار آمد ہوتا ہے، تفاسیر میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سحر کے وقت نماز کے بعد اپنے فرزندوں کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور دعا قبول ہوئی، آپ کو وحی فرمائی گئی کہ صاحب زادوں کی خطائیں معاف کر دی گئیں۔

مقامِ توجہ یہ ہے کہ دوسروں کی مغفرت کی دعائیں صرف انبیاے کرام ہی نہیں کرتے بلکہ رب تعالیٰ کی معصوم مخلوق فرشتے بھی امتِ مسلمہ کے لیے بخشش و مغفرت کی دعائیں فرماتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے: ”یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“ (سورہ مومن، آیت:7)

ترجمہ: اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ“ (سورہ شوریٰ، آیت:5)

ترجمہ: اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔

دنیا کے عام مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ“ (سورہ حشر، آیت نمبر:10)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

مندرجہ بالا قرآنی آیات کی روشنی میں مہر نیم روز کی طرح واضح ہو گیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے دعاے مغفرت فرماتے ہیں، انبیاے کرام، فرشتے اور عام مسلمانوں کا استغفار کرنا اور دوسروں کو ثواب پہنچانا درست اور حق ہے۔

معترضین کے ایک استدلال کا جواب:

ہم یہاں خوارج اور معتزلہ کے ایک قرآنی استدلال کے تعلق سے کچھ عرض کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے:

”وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴿۳۹﴾“ اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔

ہمارے اکابر مفسرین نے اس کے متعدّد جوابات ارشاد فرمائے ہیں، ہم ذیل میں ان ہی میں سے چند نوٹ کرتے ہیں:

(1)- یہ مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں ہے اور ان ہی کی امتوں کے لیے خاص تھا۔

(2)- سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ حکم ہماری شریعت میں آیت: ”اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ“ (سورہ طور، آیت:21) سے منسوخ ہو گیا ہے۔

(3)- یہاں انسان سے کافر مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ کافر نے اگر کوئی بھلائی کی ہے تو اس کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے،

جیسے صحت، تندرستی اور دولت ونام وری وغیرہ، آخرت میں اس کے کفر کی سخت سزا ملے گی۔

(4)- ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو عدل وانصاف سے وہی ملے گا جو نیک کام اس نے کیا باقی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ملے گا۔

(5)- بعض کا یہ قول ہے کہ ایک انسان جس کو فائدہ پہنچانے کے لیے عمل کرتا ہے وہ اسی کا عمل شمار کیا جاتا ہے جس کے لیے کیا ہے۔ کرنے والے کی حیثیت اس کے نائب اور وکیل کی ہوتی ہے، وہ اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔

یہ اقوال کتبِ تفاسیر سے ماخوذ ہیں، جنھیں ہم نے اپنے انداز میں پیش کیا ہے۔ حاصل یہ کہ محققین اہلِ سنت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ایصال ثواب حق ہے، اس کے اثرات وثمرات دیکھے بھی گئے ہیں۔ ایک انسان اپنے ذکر وعمل سے دوسروں کو ثواب پہنچا سکتا ہے۔

ایصالِ ثواب احادیث نبویہ کی روشنی میں:

اب ہم ذیل میں چند احادیث کریمہ نقل کرتے ہیں۔ ان میں رسول کریم ﷺ کے ارشادات بھی ہیں اور خود آپ کے معمولات بھی۔ عبادت مالیہ کے ایصال ثواب کا ثبوت اور فضیلت بھی ہے اور عبادت مالیہ اور بدنیہ کا مشترکہ ثبوت بھی۔ ہاتھ اٹھانے کا ثبوت بھی ہے اور جس پر فاتحہ پڑھی جائے اسے سامنے رکھنے کا بھی، مزید تفصیلات کے لیے احادیث نبویہ کے متون اور شروحات کا مطالعہ مفید ہوگا۔

عبادت مالیہ کے حوالے سے چند احادیث:

(1)- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ ـ رضى الله عنها ـ أَنَّ رَجُلاً، قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ " نَعَمْ ". (صحیح البخاری رقم الحدیث 1388/صحیح مسلم رقم الحدیث: 1004/سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 2717)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

آقا کریم ﷺ کا لفظ "ہاں" سے اثبات میں جواب دینے کا مطلب یہ ہے کہ مرحومہ والدہ محترمہ کی جانب سے جو صدقہ کیا جائے گا اس کا انھیں ثواب پہنچے گا۔

(2)- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ» . فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: هَذِهِ لأم سعد .(سنن أبی داؤد، ج:1، ص:236)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! بے شک سعد کی ماں وفات پا چکی ہے تو کون سا صدقہ بہتر ہے؟ فرمایا: پانی۔ تو اس پر حضرت سعد نے ایک کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے گا۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ پانی کا اہتمام کرنا افضل صدقہ جاریہ ہے اور وہ پانی کا اہتمام آج تک جاری ہے اور اس کا ثواب والدہ محترمہ کو آج تک مسلسل مل رہا ہے۔

(3)-عَنِ ابْنِ، عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " فَاقْضِهِ عَنْهَا " .(صحیح مسلم، رقم الحدیث 1638/سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2132)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں فتویٰ پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمہ تھی، وہ اسے پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے ان کی طرف سے تم ادا کرو۔

(جاری)

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کرسکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

مشین کے ذریعہ مقدس اوراق کو باریک کرنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ دارالمدینہ اسکول میں اوراق مقدسہ کو جمع کرنے کے لیے ایک مشین منگائی ہے مشین ان مقدس اوراق کو بالکل باریک باریک کردے گی جس میں قرآن پاک کی آیت یا حدیث پاک کا حصہ اور دیگر مقدس کلمات ہوں گے جسے ہم سمندر میں ٹھنڈا کردیں گے یا مقدس جگہ دفن کردیں گے تو اس طرح کی مشین اوراق مقدسہ کے لیے لے سکتے ہیں رہنمائی فرمائیے گا۔

الجواب: (1)-قرآن مقدس کے اوراق کو پارہ پارہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی انہیں جلانا جائز، اوراق تھوڑے ہوں تو تعویذ بنا کر بچوں میں تقسیم کر دیا جائے، زیادہ ہوں تو ایک جگہ پر مسلم میت کی طرح دفن کیا جائے۔

اتقان میں ہے:(فرع) اذا احتيج إلى تعطيل بعض أوراق المصحف البلاء ونحوه فلا يجوز تمزيقها لما فيه من تقطيع الحروف وتفرقة الكلم، وفي ذلك ازراء بالمكتوب، كذا قاله الحليمي. (الاتقان في علوم القرآن، ج:2، ص: 221، فصل في آداب كتابته) والله تعالى أعلم

(2)-مصحف شریف کے سوا دوسرے اوراق و کتب کا حکم کچھ ہلکا ہے، چناں چہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

قواعد بغدادی و ابجد اور سب کتب منتفع بہا ماورائے مصحف کریم کو جلا دینا بعد حو اسمائے باری عز اسمہ اور اسمائے رسل و ملاکہ صلی اللہ تعالی علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے: كما في الدر المختار: الكتب التي لا ينتفع بها حى عنها اسم الله و ملئكته ورسله ويحرق الباقي-

(فتاوی رضویہ، ج:1، ص:29، کتاب الحظر والابیت، رضا اکیڈمی)

جن اوراق اور مضامین کا حاجت کی وجہ سے احراق جائز ہے ان اوراق و مضامین کی بوجہ حاجت مشین کے ذریعے تمزیق بھی جائز ہونی چاہیے کہ احراق اور تمزیق دونوں کا حکم ایک ہے، بس یہ لحاظ رہے کہ اللہ عزوجل، انبیائے کرام و مرسلین عظام اور فرشتوں کے اسما الگ کر لیے گئے ہوں جنھیں تعویذ بنا سکتے ہیں یا صحف شریف کے ساتھ دفن کر سکتے ہیں، ہمیں کتب علما کے ذریعے جو معلومات فراہم ہو سکیں وہ یہی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مروج گرام میں نصابِ زکات

استادی الکریم، حضور مفتی صاحب قبلہ! سلام و قدم بوسی!! مزاج مقدس؟ عرض ہے کہ ملکیت نصاب زکوت کی مقدار ساڑھے سات تولہ سونا یا چاندی ساڑھے باون تولہ ہے۔ حضور! موجودہ تول کے اعتبار سے مروج گرام میں آسان صورت تحریر فرمادیں۔ آج کل ہی میں ضرورت ہے۔ امید کہ شاد کام فرمائیں گے۔ والسلام

الجواب: وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته. الحمدلله!

ساڑھے سات تولے سونے کا وزن 93 گرام 312 ملی گرام ہے۔

ساڑھے باون تولے چاندی کا وزن 653 گرام 184 ملی گرام ہے۔

انفع للفقراء کا اعتبار کرتے ہوئے چاندی کو نصاب زکات کے لیے متعیّن کیا گیا ہے۔ یعنی مذکورہ گرام چاندی یا اس کی قیمت یا چاندی، سونا اور روپیہ ملا کر چاندی کے نصاب کی قیمت کو پہنچ جائے تو زکات واجب ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

تبارک کی فاتحہ کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام کے عرض ہے کہ رجب کے مہینے میں لوگ مرحوم کے نام پر تبارک کی روٹی پڑواتے ہیں، اس کا کیا مسئلہ ہے اور اس میں لوگ اس طرح بھی کہتے ہیں کہ ایک مردے پر سوا من روٹی کرنا چاہیے کیا اس طرح کرنا درست ہے۔ جواب عنایت فرمادیجیے۔

الجواب: تبارک کی فاتحہ جائز اور باعث اجر و ثواب ہے، یہ فاتحہ روٹی چاول، گوشت، پھل، کپڑے وغیرہ تمام پاک حلال چیزوں پر جائز ہے، مقصود فقرا اور گناہوں کی حاجت روائی ہے، جب لوگوں کو کپڑے کی حاجت ہو تو کپڑے پر فاتحہ دیں، روٹی کی حاجت ہو تو روٹی پر اور دوسری پاک و حلال چیزوں کی حاجت ہو تو ان دوسری چیزوں پر، یہ

زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے، ورنہ کسی بھی حلال وپاک چیز پر یہ فاتحہ ہو سکتی ہے، مقدار لوگوں نے مقرر کی ہے جو ان کی اپنی پسند کی بات ہے، شریعت نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی لہٰذا جس کو جو وسعت ہو اس کے حساب سے روٹی وغیرہ پر تبارک کی فاتحہ دلا سکتا ہے۔ اس بارے میں فتاویٰ رضویہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے یہ وضاحت فرمائی:

"تبارک کی اصل ایصال ثواب ہے جس کا حکم احادیث کثیرہ میں ہے۔ اور خاص سورۃ تبارک الذی شریف کی تخصیص اس لیے کہ حدیثوں میں اسے عذاب قبر سے بچانے والی، نجات دینے والی فرمایا۔ جس شئے پر کرتے ہیں، محتاج کی حاجت روائی زیادہ ہو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے، ایام قحط میں کھانے پر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ فقیر کے یہاں کھانے پر ہوتی ہے، کپڑے کے جوڑوں کبھی روپیوں پر، موافق حالت برادران مساکین، مسلمین کے جو مناسب سمجھا گیا، کیا جاتا ہے، کھانا ہو یا کپڑے یا دام دینا سب سے پہلے اپنے عزیزوں، قریبوں کا حق ہے جو حاجت مند ہوں پھر ہمسالوں، پھر یتیم، بیوہ مسکین مسلمانان اہل شہر کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔" (فتاوی رضویہ، ج:4، ص:208، 209، سنی دار الاشاعت)

"اللہ تو تم، تمھارے ابو" ایسا کہنا کیسا ہے؟

حضرت مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف! ایک دن میاں بیوی کے درمیان موبائل فون پر مندرجہ ذیل تحریری گفتگو ہوئی جس کا اہم حصہ آپ کی خدمت میں پیش ہے، ملاحظہ فرمائیں اور اس میں کوئی قابل گرفت حصہ ہو تو اسے بیان فرما کر اس کا حکم شرعی بیان فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

بیوی نے شوہر کو لکھا (کویت سے) آؤ یا نہ آؤ، مجھے کیا پڑی ہے۔

جواب میں شوہر نے لکھا ارے پڑی تو ایسی رہے گی کہ دیکھنا۔

اس پر بیوی نے لکھا: کچھ نہیں پڑی رہے گی۔

اب شوہر نے لکھا سب نکل جائے گا کہ کیسی پڑی رہتی ہے۔ دیکھا جائے گا۔ بیوی نے جواب میں لکھا تم اللہ ہو۔

شوہر نے لکھا نہیں تم ہو، میں کہاں؟ میں تو جاہل ہوں، اللہ تو تم تمھارے ابو۔ بیوی نے لکھا: معاذ اللہ۔

الجواب: (1)- شوہر نے اپنی بیوی کے خط کے جواب میں جو یہ لکھا: "اللہ تو تم، تمھارے ابو" یہ جملہ انتہائی قبیح، بہت ہی مذموم اور کفر ہے کہ بظاہر اس نے تین اللہ مانے۔ ایک تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو معبود حقیقی ہے، تمام کمالات کا جامع اور سارے نقائص سے منزہ۔ دوسرے اپنی بیوی اور اس کے باپ کو بھی اللہ کہا۔ قرآن مقدس میں ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ (سورۃ المائدہ آیت 73)

ترجمہ: بیشک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (سورۃ مریم آیت 65)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک، تو اسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو۔ کیا اس کے نام (اللہ) کا دوسرا جانتے ہو۔

لفظ اللہ خدائے قدوس کا علم ذات ہے جو واجب الوجود ہے، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس نام میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس لیے کسی کو اللہ کہنا کفر ہے جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت کریمہ میں صراحت ہے لَقَدْ كَفَرَ۔ اور احادیث اس باب میں کثیر ہیں۔ اس لیے اس قبیح بات کا قائل (شوہر) توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے اسلام قبول کرے اور احتیاط یہ ہے کہ تجدید نکاح بھی کر لے۔

ہم قائل پر کفر کا حکم قطعی، کلامی نافذ نہیں کرتے کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ بات طنز کے طور پر کہی ہو اور اس کا اعتقاد شرک سے پاک ہو۔ یہاں یہ تو متعین ہے کہ اس نے باری تعالیٰ کے اسم ذات "اللہ" کے ساتھ کوئی استہزا نہیں کیا ہے، نہ اس کا مذاق اڑایا ہے جس کا کفر ہونا متعین ہے، بلکہ بیوی کے جواب میں یہ بات کہی ہے جس میں ایک پہلو طنز کا ہو سکتا ہے۔ ہم کلامی مسائل کے ماہر نہیں اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الاسلام یعلو ولا یعلی (رواہ البخاری)

اس لیے ہم نے یہ روش اختیار کی، تاہم توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں کہ ظاہر کلام کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(2)- بیوی نے شوہر کی دھمکی پر جو یہ لکھا: "تم اللہ ہو؟"

یہ استفہام انکاری ہے۔ وہ کہنا یہ چاہتی ہے کہ تم اللہ نہیں ہو، اس لیے تم مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے تو اس کا یہ کلمہ کفر نہیں۔ پھر بھی اسے ایسے جملے سے احتراز چاہیے۔ اگر وہ یہ جملہ نہ لکھتی تو شوہر ہلاکت میں نہ پڑتا۔

علما اور ارباب حل وعقد میاں بیوی کی باتیں سن کر ان کے تنازعہ کا تصفیہ کریں اور شوہر سے توبہ و تجدید ایمان کرا کر تجدید نکاح بھی کرا دیں اور عورت کو نرم خوئی و نرم کلامی کی ہدایت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فکر امروز

پی ایف آئی پر پانچ برسوں کی پابندی

کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں

صابر رضا رہبر مصباحی

دو بار ملک گیر کریک ڈاؤن اور سیکڑوں کارکنان کی گرفتار کے بعد بالآخر 17/ فروری 2007ء کو جنوبی ہندوستان میں 3/ مسلم تنظیموں کے انضمام سے بنی پاپولر فرنٹ آف انڈیا پر فوری اثر سے پانچ برسوں کے لیے پابندی عائد کردی گئی۔ 28/ ستمبر کو وزرات داخلہ کی جانب سے اس تعلق سے نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا۔ پی ایف آئی کے ساتھ ان کی ذیلی تنظیمیں ری ہیب انڈیا فاؤنڈیشن (آر آئی ایف)، کیمپس فرنٹ آف انڈیا (سی ایف آئی)، آل انڈیا امام کونسل (اے آئی آئی سی)، نیشنل کنفیڈریشن آف ہیومن رائٹس آرگنائزیشن (این سی ایچ آر او)، نیشنل ویمنس فرنٹ (این ڈبلیو ایف)، جونیئر فرنٹ، اِمپاور انڈیا فاؤنڈیشن اور ری ہیب فاؤنڈیشن کیرالا پر بھی پابندی لگائی گئی ہے۔ حیرت انگیز طور پر پی ایف آئی کی سیاسی ونگ ایس ڈی پی آئی اس پابندی سے مستثنیٰ ہے۔ ایس ڈی پی آئی نے پابندی کو ملک میں نافذ غیر اعلانیہ ایمرجنسی کا حصہ قرار دیتے ہوئے اسے مخالف آوازوں کو دبانے اور انہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش بتایا ہے۔

پی ایف آئی پر پابندی لگانے کے ساتھ ہی ایک نیا مطالبہ شروع ہو گیا ہے اور ملک کی متعدّد سیاسی جماعتوں نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے آر ایس ایس پر بھی پابندی لگانے کا مطالبہ کرنے لگے۔ جن سیاسی پارٹیوں کے سربراہان نے راشٹریہ سویم سیوک پر پابندی لگانے کی مانگ کی ہے ان میں سرفہرست آر جے ڈی کے سربراہ لالو پرساد، کانگریس کے جے رام رامیش، سی پی آئی کے سیتارام یچوری، جے ڈی یو کے قومی صدر للن سنگھ، بہوجن سماج وادی پارٹی کی سربراہ مایاوتی اور بایاں محاذ کی پارٹیوں کے سربراہ و لیڈران شامل ہیں۔ پی ایف آئی پر پانچ سالہ پابندی پابندی کے بعد حکومت اب پی ایف آئی اور اس سے منسلک دیگر تنظیموں پر ڈیجیٹل یلغار کر رہی ہے۔ مرکز نے ان تنظیموں کی ویب سائٹس اور سوشل میڈیا اکاؤنٹس کو بلاک کرنے کے لیے 'ٹیک ڈاؤن' کا حکم جاری کر دیا ہے۔ پی ایف آئی، آر آئی ایف، اے آئی آئی سی ویب سائٹس پہلے ہی بلاک ہیں۔ اس کے علاوہ، فیس بک اور ٹویٹر سمیت سوشل میڈیا کمپنیوں کو ان تنظیموں کے اکاؤنٹس یا پی ایف آئی سے متعلق کسی بھی مواد کو ہٹانے کیلئے خطوط بھیجے گئے ہیں۔

مرکزی حکومت کی جانب سے پی ایف آئی پر پابندی کے اعلان کے بعد کیرالا میں پاپولر فرنٹ آف انڈیا (پی ایف آئی) کے جنرل سیکریٹری عبدالستار نے سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ کرکے حکومت کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے تنظیم کو تحلیل کرنے کا اعلان کر دیا اور پی ایف آئی کے تمام اراکین اور عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پی ایف آئی پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ وزارت داخلہ نے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ اپنے اس عظیم ملک کے قانون کی پاسداری کرنے والے شہری کی حیثیت سے ہم اس فیصلے کو قبول کرتے ہیں حالاں کہ ان کے اعلان کے چند ہی گھنٹوں بعد این آئی اے نے انہیں گرفتار کر لیا۔

وزیر داخلہ امت شاہ نے پی ایف آئی پر پابندی لگانے سے قبل پوری تیاری کی۔ قومی سلامتی کے مشیر اجیت ڈوبھال، مرکزی وزیر خارجہ جے شنکر اور خفیہ ایجنسیوں کے سربراہ کے ساتھ کئی دور کی میٹنگیں کیں۔ مسلم مذہبی تنظیموں کے ذمہ داروں سے رائے مشورے لیے، کہا جا رہا ہے ملک کی سب سے بڑی مذہبی تنظیم کے سربراہ سے اس تعلق سے مشورہ لیا گیا۔ ملک گیر سطح پر پی ایف آئی کے کارکنان کے ٹھکانوں پر ایک ساتھ ای ڈی، این آئی اے اور دیگر ایجنسیوں نے چھاپے مارے اور سیکڑوں کارکنان کو گرفتار کیا گیا۔ یعنی پی ایف آئی پر پابندی میں غیروں کے ستم کے ساتھ ساتھ اپنوں کی مہربانیاں بھی شامل ہیں۔

اس ضمن میں جاری ہونے والے وزارت داخلہ کے ایک نوٹیفکیشن کے مطابق یہ پابندی پانچ برس کے لیے عائد کی گئی ہے۔ پاپولر فرنٹ آف انڈیا کو آئندہ پانچ برسوں تک ایک غیر قانونی ادارے کے طور پر دیکھا جائے گا۔ پی ایف آئی اور اس سے منسلک ادارے اور افراد 'غیر قانونی' کاروائیوں میں ملوث ہیں جو انڈیا کی سالمیت، سکیورٹی اور خود مختاری کے لیے خطرہ ہے۔ حکومت کے مطابق یہ تنظیم 'خفیہ

ایجنڈے پر عمل پیرا تھی اور معاشرے کے ایک مخصوص طبقے کے افراد کو سخت گیر نظریات اپنانے کی ترغیب دے رہی تھی۔ پاپولر فرنٹ جماعت المجاہدین بنگلہ دیش اور نام نہاد دولت اسلامیہ سے بھی مبینہ طور پر منسلک ہے۔ تاہم پاپولر فرنٹ ان تمام الزامات کی تردید کرتی ہے۔ وزارت داخلہ کے حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ 'پاپولر فرنٹ کے عالمی دہشت گرد گروپوں کے ساتھ روابط کی کئی مثالیں ہیں۔ پی ایف آئی کے کچھ ارکان نے دولت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کی ہے اور شام، عراق اور افغانستان میں دہشت گردانہ سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔'

پی ایف آئی پر الزام ہے کہ وہ ہندوستان میں خفیہ ایجنڈا چلا کر ایک خاص طبقے کو بنیاد پرست بنا رہا ہے اور اس کے بین الاقوامی دہشت گرد تنظیموں سے بھی روابط ہیں۔ نوٹیفکیشن میں کہا گیا ہے کہ پی ایف آئی اور اس سے ملحقہ ادارے غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہیں جو "ملک کی سالمیت، خود مختاری اور سلامتی کیلئے نقصان دہ ہیں" اور عوامی امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو خراب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پی ایف آئی اور اس سے ملحقہ ادارے ایک سماجی، اقتصادی، تعلیمی اور سیاسی تنظیم کے طور پر کھلے عام کام کرتے ہیں لیکن وہ معاشرے کے ایک خاص طبقے کو بنیاد پرست بنانے کے خفیہ ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔

پی ایف آئی کے اہلکار، کیڈر اور اس سے وابستہ دیگر افراد ایک منصوبہ بند مجرمانہ سازش کے حصے کے طور پر ہندوستان کے اندر اور باہر سے بینکنگ چینلز، حوالات، عطیات کے ذریعے فنڈز اکٹھے کر رہے ہیں اور پھر اس رقم کو ایک سے زیادہ اکاؤنٹس کے ذریعے ڈال کر اسے قانونی ظاہر کرنے کے لیے کئی سطح پر لیرنگ کرتے ہیں پھر اس فنڈ کو ملک میں مختلف مجرمانہ اور غیر قانونی دہشت گردی کی سرگرمیوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ پی ایف آئی کی طرف سے ان کے متعدّد بینک کھاتوں میں جمع کی گئی رقم کے ذرائع کھاتہ داروں کے مالیاتی پروفائل سے میل نہیں کھاتے اور پی ایف آئی کے افعال بھی اس کے بیان کردہ مقاصد کے مطابق نہیں پائے گئے۔ اس لیے محکمہ انکم ٹیکس نے مارچ 2021ء میں انکم ٹیکس ایکٹ 1961ء کے سیکشن 12/اے کے تحت رجسٹریشن منسوخ کر دی اور اس سے متعلق تنظیم ری ہیب انڈیا فاؤنڈیشن کا رجسٹریشن بھی منسوخ کر دیا۔

پی ایف آئی کا قیام: کیرالہ میں نیشنل ڈیولپمنٹ فرنٹ (این ڈی ایف) کا قیام، تمل ناڈو میں مانیتھا نیتی پسارائے اور کرناٹک فورم فار ڈگنیٹی کے اشتراک سے منعقد 22/نومبر 2006ء کو کیرالہ کے کوزی کوڈ میں منعقدہ ایک میٹنگ میں تینوں نے 'پاپولر فرنٹ آف انڈیا (پی ایف آئی) بنانے کے لیے انضمام کا فیصلہ کیا۔ پی ایف آئی کے قیام باضابطہ طور پر 17/فروری 2007ء میں اعلان کیا گیا۔ کیرالہ، تامل ناڈو اور کرناٹک کی تین تنظیموں کے انضمام کے دو سال بعد، مغربی ہندوستان کی ریاست گوا، راجستھان کے شمال، آندھرا پردیش، مغربی بنگال اور شمال مشرقی ریاست منی پور کی پانچ تنظیمیں بھی پی ایف آئی میں ضم ہو گئیں۔ پی ایف آئی خود کو 'ہندوستان کی سب سے تیزی سے بڑھتی ہوئی کیڈر پر مبنی عوامی تحریک کا دعویٰ کرتی ہے۔

آکسفورڈ کے اسکالر والٹر ایمرک نے اپنی کتاب میں پی ایف آئی کے قیام کو اہم قرار دیا تھا۔ ان کے مطابق یہ پہلا موقع تھا جب مسلم سیاست کو جنوبی ہند سے چلانے کی کوشش کی گئی۔ ان کے مطابق یہ ایک کیڈر پر مبنی پارٹی تھی اور اس کے رہنما ور کنگ گروپ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تنظیم سقوط بابری مسجد کے بعد پیدا شدہ حالات اور اقلیتوں میں پھیلی کو مایوسی کو دور کرنے کے ساتھ سیاسی و سماجی سطح پر مضبوط حکمت عملی کے ساتھ کام کیا۔ تنظیم کے کام کرنے طریقے اور اس کے پیٹرن نے آر ایس ایس کو مضطرب کر دیا کیوں کہ کئی معاملوں میں یہ تنظیم آر ایس ایس کو سیدھی ٹکر دے رہی تھی جس کے سبب یہ حکومت کی آنکھوں میں کھٹکنے لگی۔ اس میں تنظیم میں مسلم اور دلت کے ساتھ انصاف پسند غیر مسلم بھی بڑی تعداد میں شامل تھے۔ پی ایف آئی کا دعویٰ ہے کہ وہ 23/ریاستوں میں چار لاکھ کارکنان سرگرم ہیں۔

پی ایف آئی کا ایجنڈہ: پی ایف آئی اپنی ویب سائٹ پر خود کو ایک ایسی تنظیم بتاتا ہے جس کا مقصد سماجی اور اقتصادی مساوات قائم کرنا ہے، وہ قومی اتحاد اور سالمیت کی بات بھی کرتی رہی ہے۔ اس کا مشن ایک غیر امتیازی معاشرہ قائم کرنا ہے، جس میں سب کو آزادی، انصاف اور تحفظ مل سکے اور اس میں تبدیلی لانے کے لیے وہ موجودہ سماجی اور اقتصادی پالیسیوں میں تبدیلی لانا چاہتی ہے تاکہ دلت، آدیواسی اور اقلیتوں کو ان کے حقوق مل سکیں۔ وہ ملک کی سالمیت، آپسی بھائی چارہ اور سماجی ہم آہنگی اپنے مقصد کا حصہ قرار دیتے ہوئے جمہوریت، سیکولرازم اور نظام انصاف کی پالیسی کو برقرار رکھنے کی بات کرتا ہے۔

پابندی کے بعد کیا ہوگا: پی ایف آئی پر پابندی کے بعد اس کی تمام ممنوعہ تنظیموں کی املاک ضبط کی جائیں گی اور ان کے اثاثے منجمد

ہوجائیں گے، بڑے پیمانے پر عہدہ داروں کی گرفتاریوں کے امکان کو بھی خارج نہیں کیا جاسکتا، پابندی کی توثیق کیلئے مرکزی حکومت 30/ دنوں کے اندر اندر ایک ٹربیونل تشکیل دے گا۔ ہائی کورٹ کی جج کی قیادت میں کمیشن یہ طے کرے گا کہ پابندی کا جواز درست ہے یا نہیں، حکومت اپنے دلائل پیش کریگی جبکہ ممنوعہ تنظیم کو بھی ٹربیونل کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ ٹربیونل کو شنوائی تیز رفتاری سے کرتے ہوئے پابندی عائد ہونے کے بعد 6/ ماہ کے اندر اندر یہ فیصلہ سنا دینا ہے کہ پابندی جائز ہی یا نہیں، فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق پابندی آئندہ 5/ برسوں تک جاری رہے گی، اس کے بعد اس میں توسیع بھی کی جاسکتی ہے۔

فوری اثر سے پابندی اور ٹربیونل کی کارروائی: غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ 1967 کی دفعہ تین کی ضمنی دفعہ ایک کے تحت مرکزی حکومت نے یہ پابندی عائد کی ہے، اب ایکٹ کے تحت مرکزی حکومت کو پابندی کی نوٹیفکیشن کے 30/ دنوں کے اندر کسی ٹربیونل کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ پی ایف آئی اور اس کے آٹھ ملحقہ اداروں کو غیر قانونی قرار دینے کی کافی وجوہات ہیں۔ اس ایک رکنی ٹربیونل کو 'ان لا 1 فل ایکٹویز پروینشن ٹربیونل (غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کا ٹربیونل) کہا جاتا ہے، جسے مرکزی حکومت وقتاً فوقتاً تشکیل دیتی ہے۔ قانون کے مطابق اس ٹربیونل میں ہائی کورٹ کے جج کے عہدے سے نیچے کا شخص تعینات نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے ہی معاملہ ٹربیونل تک پہنچے گا، ٹربیونل پی ایف آئی اور اس سے منسلک آٹھ اداروں کو وجہ بتاؤ نوٹس جاری کرے گا جس میں پوچھا جائے گا کہ انہیں غیر قانونی کیوں نہ قرار دیا جائے۔ اگر پی ایف آئی یا اس سے ملحقہ اداروں کے عہدیداران یا ممبران کوئی وجہ بتا سکتے ہیں کہ ان پر پابندی کیوں عائد نہیں کی جانی چاہیے تو ٹربیونل انکوائری کرے گا۔ تحقیقات کے دوران ٹربیونل پی ایف آئی اور اس سے منسلک تنظیموں کے ساتھ ساتھ مرکزی حکومت سے ضروری معلومات طلب کرے گا اور فیصلہ کرے گا کہ ان تنظیموں کو غیر قانونی قرار دینے کے لیے کافی وجوہات موجود ہیں۔ اس کے پاس یہ فیصلہ کرنے کے لیے چھ ماہ ہوں گے کہ آیا مرکزی حکومت کی طرف سے لگائی گئی پابندی کو برقرار رکھا جائے یا منسوخ کیا جائے۔

اس پورے عمل کے دوران جہاں مرکزی حکومت ٹربیونل کے سامنے ثبوت پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے گی کہ ان تنظیموں پر لگائی گئی پابندی درست ہے وہیں دوسری جانب پی ایف آئی اور اس سے منسلک تنظیموں سے بھی کہا جائے گا کہ وہ ٹربیونل کے سامنے اپنا موقف پیش کریں۔ اور اپنے آپ کو بے قصور ثابت کریں۔ غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ 1967ء کے سیکشن تین میں کہا گیا ہے کہ کسی تنظیم پر پابندی کا نوٹیفکیشن اس وقت تک نافذ نہیں ہوگا جب تک ٹربیونل اس کی منظوری نہیں دیتا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک شرط یہ بھی رکھی گئی ہے کہ اگر مرکزی حکومت کو لگتا ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن میں کسی تنظیم کو فوری اثر سے غیر قانونی قرار دینے کی ضرورت ہے تو مرکزی حکومت تحریری وجوہات بتا کر فوری اثر سے پابندی لگا سکتی ہے۔ ایسی صورت میں اس پابندی کے نفاذ کا نوٹیفکیشن سرکاری گزٹ میں شائع ہونے کی تاریخ سے نافذ سمجھا جائے گا لیکن یہ اس حکم کے تابع ہوگا جو بالآخر ٹربیونل سنائے گا۔ آسان لفظوں میں پی ایف آئی اور اس سے منسلک تنظیموں پر مرکزی حکومت کی طرف سے لگائی گئی پابندی فوری طور پر نافذ ہوگئی ہے لیکن یہ پابندی برقرار رہے گی یا نہیں اس کا فیصلہ ٹربیونل کے حتمی حکم کے بعد ہی ہوگا۔

ٹربیونل کی کارروائی محض رسمی ہوتی ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مرکزی حکومت کے کسی بھی ادارے پر پابندی لگانے کے بعد جب معاملہ ٹربیونل تک پہنچا تو ٹربیونل نے مرکزی حکومت کے فیصلے کو برقرار رکھا جس کی وجہ سے یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ کیا تنظیموں پر عائد پابندیوں کے مقدمات میں ٹربیونل کے سامنے جانا محض ایک رسم ہے؟ سپریم کورٹ کے سینئر وکیل کولن گونسالویس غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے قانون سے متعلق معاملات پر مسلسل کام کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ شاید 90/ فیصد مقدمات میں ٹربیونل محض رسمی کارروائی ہو لیکن 10/ فیصد مقدمات میں ٹربیونل کا فیصلہ حکومت کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ ان کے مطابق یہ ٹربیونل کی سربراہی کرنے والے جج پر منحصر ہے۔ اگر جج حکومت کے حامی ہے تو یہ ایک رسمی بات ہوگی۔ لیکن اگر جج ایک آزاد جج ہے تو حکومت کے لیے یہ مشکل ہو سکتا ہے کیونکہ ان میں سے بہت سے مقدمات صرف کہانی سنانے جیسے ہیں۔ اس طرح کے معاملات میں جب آپ ٹھوس ثبوت تلاش کریں گے تو آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ حالاں کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے..... **(باقی ص:23 پر)**

شعاعیں

عصر حاضر میں ہلالِ نو کے اعلان نامے
ایک لمحۂ فکریہ

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

شریعت اسلامیہ کا اصول ہے چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر آسمان ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔ صحیح مسلم میں اس مسلمہ اصول پر مستقل ایک باب "باب وجوب صوم رمضان لرؤیة الهلال والفطر لرؤیة الهلال وانه اذا غم فی اوله وأخره اکملت عدة الشهر ثلاثین یوما،" مرقوم ہے اسی باب میں ہے "صومو لرؤیته وافطروا لرؤیته فان اغمی علیکم فاقدروا له ثلاثین (کتاب الصوم)"

یہ ایسا واضح قانون ہے کہ ایک نیم خواندہ شخص بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ہر حال میں انسان نہ چاند دیکھنے کا مکلف ہے اور نہ دیکھنے والوں سے ثبوت فراہم کرنے پر مامور، اس قانون پر غور کریں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تمھارے علاقے میں چاند نظر نہ آئے تو جہاں نظر آئے وہاں جاکر شہادت حاصل کرو یا وہاں جاکر ان کی اتباع کرو! بلکہ آزاد رکھا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جہاں 29/ کو چاند کی رویت نہ ہو وہاں کے لوگ 30/ کی گنتی پوری کریں۔ اور عبادت وریاضت کو تیس کی گنتی کے حساب سے مکمل کرو اگرچہ دوسری جگہ چاند کی رویت کیوں نہ ہو۔

مگر پھر بھی ہلال نو کے مواقع پر امت مسلمہ میں جو انتشار واختلاف پیدا ہوتا ہے وہ کسی دانش مند سے مخفی نہیں بلکہ اس موقع پر اختلاف کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کا میدان اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ خواص تو خواص عوام بھی اس میدان میں کود پڑنے میں عار محسوس نہیں کرتے اور اپنی رائے پیش کرنے میں فرض منصبی تصور کرتے ہیں۔

ہلال نو کے مواقع پر جو اعلانات سامنے آتے ہیں بعض اعلان ناموں کو دیکھ کر کافی حیرت ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے کہ جنھیں ثبوت ہلال کے ضابطوں سے واقفیت تو دور انھیں اعلان نامہ تک لکھنے کا شعور نہیں وہ ہلال نو کا اعلان کرتے ہیں بعض اعلان ناموں کی نقل بطور شواہد ہم آگے پیش کریں گے۔ تاہم آئیے ثبوت ہلال سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے بتائے ہوئے اصول پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ ثبوت ہلال کے سات طریقے ہیں:

[1] **شہادت:** "یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی ہلال رمضان مبارک کے لیے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہے جب کہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس کے حضور گواہی دیں اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کو اور مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا بیان بے لفظ اشہد بھی کافی سمجھا جائے گا ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر عیدین میں اگر مطلع صاف ہو اور مسلمان رویت ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے،،۔

[2] **شهادة علی الشهادة:** یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا انھوں نے اس گواہی کی گواہی دی یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے فلاں ماہ فلاں سنہ فلان کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ گواہان فرع یہاں آکر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکورہ نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال فلاں

azhar.misbahi1@gmail.com

دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔

[3] **شہادۃ علی القاضی:** یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع کے حضور رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ دو شاہدان عادل اس گواہی و حکم کے وقت حاضر دار القضا تھے انھوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیں گزریں اور حاکم موصوف نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔

[4] **کتاب القاضی الی القاضی:** یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لیے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گزری اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام ونشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو اور وہ خط دو گواہان عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لیے کافی سمجھے تو اس پر عمل کر سکتا ہے۔ (اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کاتب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنا دے یا اس کا مضمون بتا دے اور خط بند کر کے ان کے سامنے سربمہر کر دے اور اولی یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود کو دے دے کہ اسے یاد کرتے رہیں یہ آکر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سربمہر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لیے ہے ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد دو عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کر لے اور وہ باحتیاط یہاں لا کر شہادت دیں)۔

[5] **خبر مستفیض:** یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ وعیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں عوام کالانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے وہاں سے متعدّد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بربنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کہ خبر اوڑ گئی اور قائل کا پتا نہیں۔ پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کے محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدّد جماعتیں در کار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضا لیے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی باشہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رویت و صوم و عید کا ہونا ثابت ہو گا اور جب کہ وہ شہر اسلامی اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہو گا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ثابت ہو جائے گی۔

[6] **اکمال عدت:** یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا اگرچہ اس کے لیے رویت شہادت حکم استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو کہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین اگر انتیس کو مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو رواہ الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

[7] **اعلان قاضی:** علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے انتیس کی شام کو توپوں کے فیر صرف بحالت ثبوت شرعی رویت ہلال ہوا کرتے ہوں کسی کے آنے جانے کی اسلامی وغیرہ کا اصلا احتمال نہ ہو ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی قدر نہیں احکام جہال بے خرد یا نیچری رافضی وغیرہم بد مذہبوں کے حوالے ہیں جنھیں نہ قواعد شرعیہ معلوم نہ ان کے اتباع کی پرواہ اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگا دیا توپیں چل گئیں تو ایسی بے سروپا باتیں کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں کما لا یخفی پھر جہاں کی

توپیں شرعاً قابلِ اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند التحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے بحکم حاکم اسلام اعلان عام کے لیے ایسی ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج4، ص546 تا554)

29 تاریخ کا دن گزرتے ہیں اعلان ناموں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور بعد مغرب رویت یا عدم رویت کے اعلان نامے کا انبار ہونے لگتا ہے۔ بعض حضرات جو ایک زمانے سے ہلال نو کا اعلان شرعی ضابطوں کے مطابق کرتے ہیں ان پر سبقت حاصل کرنے کے لیے یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا قلم کس رخ کو جاتا ہے اور ہم کیا لکھتے ہیں۔

اعلان ناموں پر سرسری نظر:

ملک کے ایک معروف عالم دین جو منصب افتا و قضا پر فائز ہیں انھوں نے ایک موقع پر ہلال نو کے اعلان نامہ میں اس طرح اعلان رقم فرمایا:

"گواہان شرعی نے اللہ و رسول کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھا کر گواہی دی کہ میں نے فلاں تاریخ کو فلاں مہینہ کا چاند بچشم خود دیکھا"

مفتی صاحب کے کسی معتمد کو جب کہا گیا کہ اللہ کو حاضر و ناظر کہنا نہ صرف ممنوع بلکہ کفر بھی ہو سکتا ہے تو بھڑک گئے اور کہا کہ "وہ اتنے بڑے عالم ہیں اور وہ غلط کریں گے" میں نے کہا: غلط نہیں کریں گے مگر غلطی کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال وہ غلطی ماننے کے لیے بالکل تیار نہیں تھے اور انھوں نے مفتی صاحب سے بھی بات کی تو مفتی صاحب نے ان سے کہا جو اعتراض کر رہے ہیں انہیں حوالہ پیش کرنے بولو، تو میں نے فتاویٰ شارح بخاری کی درج ذیل عبارت پیش کی۔

"حاضر کے لغوی معنی جسم کے ساتھ موجود ہونا اور ناظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا ہے۔ جیسا کہ علامہ سعید احمد کاظمی نے اپنے رسالہ تسکین الخاطر میں تحقیق فرمائی ہے اسی طرح جگہ کے معنی فضا کے اس خالی حصہ کے ہے جسے کوئی چیز بھرے۔ اللہ تعالیٰ جگہ سے بھی پاک ہے، اس لیے کہ جو چیز کسی جگہ ہوتی ہے وہ محدود ہوتی ہے۔ جسے فضا گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل ہر چیز کو محیط ہے، غیر متناہی بالفعل اسے کوئی چیز گھیر نہیں سکتی، ارشاد ہے: "وکان اللہ بکل شئ محیطا" اللہ عزوجل کو کسی جگہ ماننا اس آیت کا انکار ہے۔ (جاری)

(ص:20 کا بقیہ)- مقرر کردہ جج وہی کریں گے جو مرکزی حکومت کہے گی بلکہ غیر معمولی طور پر آزاد جج بھی ہیں جو حکومت کی طرف سے مقرر ہونے کے باوجود حکومت کے خلاف حکم جاری کرتے ہیں۔ ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف پی ایف آئی کے پاس سپریم کورٹ جانے کا متبادل ہوگا لیکن قانون اور سیاست کے اس دائو پیچ میں راحت ملنے کا امکان معدوم تر ہے۔ کیوں کہ جن الزامات کے تحت پی ایف آئی اور اس کی آٹھ ذیلی تنظیموں پر پابندی لگائی ہے اس کے ثبوت نہیں ملے ہیں۔ کرناٹک کے وزیر اعلیٰ ایس آر بومئی کے بقول یہ کارروائی احتیاط کے طور پر کی گئی ہے۔ انصاف کے اس دوہرے پیمانے کو کیا کہا جائے گا کہ کھلی آنکھوں کے سامنے ہندتوا تنظیمیں نے ملک مخالفت کام کرتی ہے اور آئین کی دھجیاں اڑاتی ہیں اور اس کا برملا اعتراف کرتی ہیں اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی ہے۔ اگر حکومت 'پی ایف آئی کے ٹھکانے سے برآمد دستاویز 'انڈیا2047: ٹوورڈز رول آف اسلامک انڈیا کو انڈیا کو ایک اسلامی ملک بنانے کی سازش قرار دیتی ہے تو پھر ان سادھوں کے خلاف کارروائی کب کرے گی جو آئے دن ملک کو ہندو راشٹر بنانے کی تاریخ اور سال کا اعلان کرتے ہیں۔ ڈاسنہ مندر کا پجاری یتی نرسمہانند کی ملک اور آئین مخالف بیان بازی اور سرگرمیوں پر نوٹس کیوں نہیں لیتی۔ راشٹریہ سویم سیوک کی ملک مخالف سرگرمیوں میں شمولیت کے سبب ہی مرد آہن وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے 4/فروری 1948ء کو اس پر پابندی لگادی تھی جبکہ ماضی کے قریب کے دو دو وزراے داخلہ پی چدمبرم اور سشیل کمار شنڈے نے آر ایس ایس کی دہشت گردانہ کارروائیوں کا میڈیا کے سامنے اعتراف کیا ہے۔ مالیگاؤں، نانڈیڑ، مکہ مسجد اور اجمیر بم دھماکہ میں سنگھ کا کردار واضح ہے اس کے باوجود اس کے خلاف وزیر داخلہ، قومی سلامتی کے مشیر اور مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم کے ذمہ داران مہر بلب ہیں۔ یاد رکھیں اقتدار اور طاقت کی بنیاد پر کیا گیا کوئی فیصلہ انصاف پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ ابھی تو ملکی حالات ہیں اس میں تو اکثر فیصلے بلڈوز اور کپڑے دیکھ کر کیے جا رہے ہیں پھر ایسے میں انصاف، حق، صداقت اور جمہوریت و سیکولرزم کی باتیں بہت بے معنی لگتی ہیں۔ خدا کرے کوئی ایسا پرامن انقلاب آئے جو بھارت کی کمزور ہوتی جمہوری بنیاد کو جلا و استحکام بخشے۔

بنے ہیں اہلِ ہوس، مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں

انوار حیات

عکس حیاتِ بدرِ ملت

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

پیکرِ شریعت، بدرِ ملّت حضرت علامہ بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی 7/رمضان المبارک 1412ھ مطابق 13/مارچ 1992ء) دنیاے اہلِ سنّت کے مقتدر اور باوقار علما میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جذبۂ اتباعِ شریعت اور تقویٰ جیسے آپ کی گھٹی میں پلا دیا گیا تھا۔ مسلکِ اہلِ سنّت و جماعت کے ایسے پختہ مبلغ اور امامِ اہلِ سنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ ایسے سچّے عاشق تھے کہ ان کی مثال ڈھونڈھا کیجیے۔ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کو شعیب الاولیا حضرت بابرکت شاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم تو ضرور کیا، مگر اس کو شہرت و مقبولیت حضرت بدر ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دم قدم سے ملی۔ تصلّب فی الدین میں براؤں شریف کو جو خصوصی شہرت حاصل ہوئی، اس میں کافی سے زیادہ حصّہ حضرت بدر ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان ہی کا ہے۔ ہمارے بچپن میں پختہ سنّی کو حشمتی یا براونی کہا جاتا تھا، کیوں کہ مسلک اور شریعت کے معاملے میں حضرت بدر ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان بہت سخت واقع ہوئے تھے۔ جب براؤں شریف میں حضرت بدر ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے۔ سارا نظام آپ ہی کی ذاتِ گرامی کے گرد گھومتا تھا۔ دار العلوم فیض الرسول ہو یا ماہنامہ فیض الرسول ہر ایک پر آپ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ مسلک و مذہب کے بارے میں آپ کسی قسم کے سمجھوتے کے قائل نہ تھے۔ آپ جو فیصلہ فرماتے، زمین و آسمان ٹل جائے، مگر آپ اس سے نہیں ہٹتے۔ یقیناً آپ کی ذاتِ گرامی عہد ساز تھی۔ آپ نے اپنے طرزِ عمل کے حامیوں کی ایک لمبی قطار چھوڑی ہے۔ جو تصلّب فی الدین میں آپ کا آئینہ اور نمونہ ہیں۔ حضرت شعیب الاولیا شاہ یار علی حشمتی علیہ الرحمۃ آپ پر اعتماد رکھتے تھے اور آپ شاہ صاحب سے عقیدت۔

تواضع و انکساری اور سادگی کے بھی آپ ایسے پیکر تھے کہ حیرت ہوتی ہے باوجودے کہ آپ ایک زبردست عالم تھے۔ لیکن تکبر و نخوت نام کی کوئی چیز آپ کے قریب بھی نہیں پھٹکتی، ہر ایک سے یکساں حسنِ سلوک آپ کی عادتِ کریمہ تھی۔ البتہ شریعت و مسلک کے معاملے میں ہر کسی کو ٹوکنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے تھے۔ اس میں کسی کی رو، رعایت نہیں فرماتے۔ میلاد شریف کی محافل میں اہتمام اور شوق سے شریک ہوتے، اس کے لیے میلوں پیدل چلنا پڑتا، جب بھی تشریف لے جاتے اور میلاد پڑھتے خود بھی محفل میلاد کا اہتمام فرماتے۔ آپ کی زندگی کو مختصراً یوں سمیٹا جا سکتا ہے۔

(1) آپ یقیناً عالم باعمل اور پابند شریعت شخصیت کے مالک تھے۔

(2) ظاہر و باطن یکساں رکھتے، چھل کپٹ اور منافقت و بغض کا ان کے وہاں گزر ہی نہ تھا، جو کرتے پورے خلوص و للّٰہیت کے ساتھ کرتے۔

(3) الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی سچی تصویر تھے یعنی آپ کی دوستی و دشمنی سب اللہ کے واسطے ہوا کرتی تھی۔

(4) دین کا سچا درد رکھتے تھے، دین کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

(5) گورنمنٹ سے مدارس دینیہ کے الحاق کے سخت و شدید مخالف تھے اور الحاق کے بھیانک انجام سے ڈراتے تھے اور ایسے مدارس سے دور رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔

(6) اسلامی عربی تاریخوں کا پورا اہتمام کرتے، حتیٰ کہ مدرّسین و ملازمین کی تنخواہ بھی عربی مہینوں ہی کے حساب سے دینے کے قائل تھے۔

(7) جاندار کے فوٹو اور تصویر کشی کے بہت سخت خلاف تھے۔

(8) قلیل تنخواہوں پر گزارہ کیا لیکن عزت و وقار اور دین کو بیچ کر پیسہ کمانے کا دھندا کبھی نہیں کیا۔

(9) علما و صالحین کے بہت قدرداں تھے۔ اپنوں سے حسن سلوک اور انکساری سے پیش آتے۔

(10) تکبر، ریا، عُجب وغیرہ بری خصلتوں سے کوسوں دور تھے۔

(11) تصنیف و تالیف کے ذریعے دین پاک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی جملہ تصانیف کو مقبولیت بھی عطا کی۔ اپنے تلامذہ کو بھی تصنیف و تالیف کی اہمیت بتاتے۔ ''سوانح اعلیٰ حضرت'' آپ کی مشہور کتاب ہے۔ تعمیر ادب اور فیض الادب نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔

بانی رکن المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ

(12)اپنے مرشد، تاجدارِ اہلِ سنّت، حضور مفتی اعظم ہند قدس اللہ تعالیٰ سرّہ العزیز سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت مرشد گرامی کے مرید ہونے والے اپنے پیر بھائیوں سے بھی محبت وسلوک سے پیش آتے۔

(13)اپنی کسی کوتاہی یا غلطی کا علم ہو جاتا تو بلا تکلف اس سے رجوع اور توبہ فرماتے۔ اس راہ میں شرم و حیا اور اپنے مقام و مرتبے کو آڑے نہیں آنے دیا۔

(14)برائیوں کے سدِّ باب کے لیے حتی المقدور سعی (کوشش) فرماتے۔

(15)کوئی مسئلہ تحقیق طلب ہوتا تو فوراً دیگر اکابر اہلِ سنّت سے رجوع کا مشورہ دیتے یا خود رجوع کرتے۔ اس میں اپنی بے عزتی محسوس نہیں کرتے۔

(16)تحریر ہو یا تقریر حتیٰ الامکان آسان اور عام فہم زبان استعمال کرتے تا کہ قاری یا سامع کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ خواہ مخواہ اپنی قابلیت کی دھاک نہیں جماتے اور اس کے لیے بھاری بھرکم الفاظ کا سہارا نہیں لیتے۔

(17)آپ کی مجلس، آپ کا بیان، آپ کی تحریر سب میں تحفظ عقائد کی بات سب پر بالا ہوتی اور آپ کی کوئی مجلس و بیان اس سے خالی نہیں ہوتا۔ گویا ردِ باطل اور تحفظِ عقائدِ حقہ آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

(18)پورے خلوص اور محنت سے طلبہ کو درس دیتے اور اس کی بھرپور کوشش کرتے کہ طلبہ کی ابتدائی تعلیم ٹھوس ہو، کیوں کہ یہی آگے بڑھنے اور کامیابی کی بنیاد ہے۔ ٹال مٹول اور بے توجہی سے گریز فرماتے۔ زیادہ سے زیادہ وقت درس دینے پر صرف کرتے، اونچی کتابیں پڑھانے کی فکر میں نہیں رہتے، بلکہ ابتدائی کتابوں ہی کو دلچسپی اور محنت سے پڑھاتے تاکہ طلبہ کی استعداد پختہ ہو اور ان کا آگے بڑھنا آسان ہو جائے۔

(19)معاصرانہ چشمک سے دور رہتے، ہاں اصلاح کی بات ہوتی تو ہر کسی کو ٹوک دیتے، چاہے وہ چھوٹا ہو یا معاصر یا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں مگر اندازِ بیاں ناصحانہ ہوتا، جارحانہ نہیں ہوتا۔

(20)سادات کرام کا خوب خوب احترام فرماتے۔

(21)سرکار غوثِ اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑی سچی عقیدت و محبت تھی کہ اکثر محافل میں آپ کا ذکر کرتے، وعظ اور کتابوں کے خطبوں میں بھی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لاتے۔

(22)بے نفسی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لفظ کملی کے استعمال کو ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تو اپنی کتاب "تعمیرِ ادب" میں ایک جگہ راز الٰہ آبادی مرحوم کی نعت میں لفظ "کملی" چھپ گیا تھا تو آپ نے اس سے رجوع اور توبہ کیا اور اپنے مدرسے کی روداد میں اسے چھاپا اور ناشرین کو ہدایت کی کہ "کملی" کا لفظ نکال کر دوسرا لفظ چھاپیں۔ اس زمانے میں یہ بہت بڑی بات ہے کہ کتنے لوگ بلکہ بعض اہل علم بھی کفریات تک بک جاتے ہیں اور ٹوکنے پر توبہ و رجوع کے بجائے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں یا جھوٹی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔

(23)تلامذہ سے خوب محبت کرتے، بیٹوں کی طرح انہیں مانتے، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے اور ان کی اصلاح کی بھی بھرپور کوشش کرتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد بھی آپ سے خوب عقیدت رکھتے ہیں۔

(24)نمازوں کے خود بھی بہت پابند تھے اور طلبہ سے بھی پابندی کراتے تھے اور غفلت کرنے والوں کو سزا دیتے۔ کوئی اس سے بھی پابند نہ ہوتا تو اسے خارج کر دیتے کہ دوسرے طلبہ نہ بگڑنے پائیں۔

(25)تصانیفِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مطالعے کی بڑی تاکید کرتے۔

(26)آپ طلبہ کو تاکید فرماتے کہ خادمِ دین اور نائب رسول بننا، مسجد اور مدرسہ کے ملازم ہونے کی نیت سے علم نہ سیکھنا۔

(27)مکر و فریب اور جھوٹ سے گورنمنٹ کا پیسہ لینا بھی گوارا نہ کرتے، بلکہ دوسروں کو بھی منع فرماتے اور کہتے کہ غدر و بد عہدی سے کسی کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

(28)حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کی کتابوں کی زبان بہت صحیح، سہل اور اردو کی معروف غلطیوں سے پاک ہے جب کہ بالعموم علما کی کتابوں میں بھی اردو زبان کی خامیاں پائی جاتی ہیں۔

(29)آپ درسِ نظامی کے باصلاحیت اور بہترین مدرّس تھے۔ آپ کو یقیناً سبھی کتابوں پر دسترس حاصل تھی۔

(30)آپ اپنے مریدین و معتقدین کی بھی سخت تربیت کرتے اور ان کو شریعت کا پابند بناتے تھے۔

یقیناً آپ اسلاف کرام کی سچی یادگار اور حق و حقانیت نیز خلوص و للّٰہیت کا ایک روشن مینار تھے۔ مولیٰ عزو جل آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کے نقشِ قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ والہ التحیۃ والتسلیم۔ ✲✲

سفرنامہ

آخری قسط

سفرنامۂ عرب

خالد ایوب مصباحی شیرانی

یہاں مال میں ہم نے یہ بات نوٹ کی کہ بڑی تعداد میں غیر مسلم عورتیں اپنی بے پردگی کے تشخص کے ساتھ اور کچھ قشقے اور پردے کی آمیزش کے ساتھ شاپنگ کر رہی ہیں۔

مال سے لوٹتے ہوئے ہم ایک مسجد میں اپنا فریضہ ادا کرنے چلے گئے۔ اس وقت وہاں حسب روایت وتر میں قنوت نازلہ پڑھی جا رہی تھی اور پچھلی صفوں میں لہراتے ہوئے عربی بچے مسجد کی کشادگی کا خوب مزہ لے رہے تھے۔ پوری مسجد میں جہاں جا بجا پانی کے کین رکھے ہوئے تھے، وہیں پچھلے حصے میں خاصی تعداد میں ڈسپازل بکھرے ہوئے تھے۔

دمام میں ہر سال ہمارے عزیز دوست مولانا محمد حسین خان کے والد اعجاز خان صاحب اپنے بھائی کی برسی پر ایصال ثواب کے لیے اجتماعی افطار اور قرآن خوانی کا اہتمام کرتے ہیں، 13/اپریل کو ہماری وجہ سے اس سالانہ پروگرام میں بیان بھی جڑ گیا۔ میلاد و مولود کے پروگرام کے بعد دعوت ہوئی، عربی کلچر کے مطابق بڑے بڑے کپ بھر بھر کے چائے نوشی، اجتماعی تراویح اور پھر دیر رات تک گپ شپ۔

ویزہ کی کشمکش ابھی بھی جاری تھی دریں اثنا 15/اپریل کو دوبئی کے لیے اڑان بھرنا طے ہوا اور ہم افطار کے وقت ایرپورٹ پہنچ گئے۔

دوبئی ایرپورٹ پر ریسیو کرنے کے لیے پرانے میزبان مجاہد بھائی، عارف بھائی اور ان کے ساتھ انجینئر حسین خان موجود تھے۔

قیام گاہ پہنچ کر شورما تناول کیا گیا اور بھوک مٹتے ہی مجاہد بھائی ہمیں عجمان ریاست لے گئے۔ یہاں عجمان ٹاور نامی دیدہ زیب سوسائٹی میں ہمارے ہم زلف عبد الغنی خان نے گزشتہ دنوں ایک فلیٹ کی خرید کی ہے۔ اٹھارہویں منزل پر واقع اس نئے فلیٹ سے دوبئی اور عجمان کو بیک نظر دیکھا جا سکتا ہے۔

دوبئی میں قیام کے دوران ایک بار پھر محصنہ عرف سونا پور کیمپ جانا ہوا جس کا نام سونا پور ہم انڈین لوگوں نے رکھا ہے البتہ اس بار یہاں کی مزدورانہ زندگی میں قدرے سونا پن کی وجہ یہ بتائی گئی کہ کورونا کی وجہ سے یہاں رہنے والوں کی تعداد میں 25 فیصد گراوٹ آئی ہے۔

آتے جاتے شارجہ بورڈر پر دہلی کی غازی پور منڈی کی طرح گندگی کا وہ پہاڑ بھی دیکھنے کو ملا جو اب کے دور میں کئی ہائی ٹیک شہروں کی قسمت کا حصہ بنتا جا رہا ہے البتہ اس گندے پہاڑ کے چاروں طرف لمبے اور ہرے بھرے درختوں سے ایک دیوار سی بنائی گئی ہے جس سے ایک حد تک گندگی کی روپوشی بھی ہو جاتی ہے اور بھلا استعمال بھی۔

اس وقت دوبئی کی گرمی تقریباً اپھان پر تھی۔ ہمیں بتایا گیا کہ شدید گرمی میں خاص دوپہر کے وقت یہاں کام کرنے والوں پر قانونی ایکشن لیا جاتا اور جرمانہ عائد کیا جاتا ہے کیوں کہ بے ہوشی کا اندیشہ رہتا ہے اور گاہے اس گرمی کا زور توڑنے کے لیے مصنوعی برسات بھی کروائی جاتی ہے۔

ایک رات سحری کے وقت برادر نسبتی یوسف خان کے بلاوے پر دوبئی انٹرنیشنل سٹی جانا ہوا، جہاں حافظ صاحب نے اس گھرانے سے اپنی پرانی بے تکلفی کی وجہ سے وہ بزم ظرافت سجائی کہ کب وقت سحر ہو چلا، پتہ ہی نہ چلا۔ یوسف خان کے علاوہ بڑے برادر حضرت مولانا اسماعیل مصباحی صاحب اور چھوٹے بھائی جاوید خان بھی اس وقت یہیں ہیں۔

دوبئی انٹرنیشنل سٹی کا تعارف دوبئی کے ہمارے پچھلے سفرنامہ میں پڑھا جا سکتا ہے۔

ہم نے یہ پایا کہ دنیا بھر میں گولڈ سپلائی کے لیے اپنی جدا پہچان بنانے والے گولڈ سکھ میں دنوں دن بے حیائی کے مظاہر بڑھتے جا رہے ہیں۔ پوشاک اور سیر و سیاحت میں اس بار جتنی عریانی نظر آئی، شاید پچھلی بار نہیں تھی۔ ویسے بھی دوبئی میں گھومتے ہوئے یہ بھول جانا چاہیے کہ ہم کسی اسلامی شناخت رکھنے والے ایریا میں ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے دنیا میں ترقی کا دوسرا مطلب بے حیائی اور ننگا پن ہو کر رہ گیا ہے۔

ایک دن سلیم بھائی کی دعوت پر افطار کے لیے ابوظہبی جانا ہوا، جہاں پچھلی بار کے بالکل برعکس اس بار بڑی تعداد میں ہمارے لوگ برسر روزگار تھے۔ اپنوں سے مل کر یہ طے کر پانا مشکل ہوتا ہے کہ انھیں ہم سے مل کر زیادہ خوشی ہو رہی ہے، یا ہمیں ان سے مل کر۔

نہ چاہتے ہوئے بھی عرب اور دوبئی کے بیچ جو ایک غیر شعوری موازنہ ہو جاتا ہے، اس میں ایک پہلو یہ ہے کہ عرب میں عربی زبان پکی ہے

لیکن مذہبیت لچکیلی ہے اور دوبئی میں عربی بھلے نہ آئے، کام چل جاتا ہے لیکن کچھ حد تک نسبتاً مسلک پسندی کا جذبہ ہے۔

جیسے ہمارے بیچ قطر کو لے کر ایک کشمکش تھی، اسی طرح فرخندہ فال قاری محمد یونس صاحب کا مشورہ تھا کہ جہاں بھی جانا ہو، وہاں سے آخری عشرے کے اعتکاف کے لیے آپ کو مدینہ لوٹنا چاہیے اور چوں کہ وقت کم بچا تھا، اس لیے اب اگر قطر جانا بھی ہوتا تو لوٹنا ممکن نہ تھا، اس لیے یہ فائنل کیا گیا کہ میں دوبارہ مدینہ شریف لوٹوں اور حافظ صاحب قطر کو ناپیں۔ مدینے کی پہلی حاضری کے متعلق ہمیں بار بار ایسا لگتا تھا جیسے ہم خواہی نخواہی حاضری کا حق ادا نہیں کر پائے اور نہ ہی کما حقہ آداب بجا لا سکے یعنی ایک خاموش مجرمانہ احساس تھا، جو دوبارہ حاضری کے لیے بے چین کر رہا تھا۔ اس موقع پر ادارہ قرآن کی ٹیم کا بھی شکریہ بنتا ہے جنھوں نے دل بڑا کر کے ماہ رمضان المبارک میں ہمیں اس بات کی اجازت دی۔

ٹکٹ فائنل ہو چکا تھا اور کافی عرصے سے ہمارے عزیز تلمیذ سید گلزار مہتاب مصباحی، جھارکھنڈ جو دوبئی اوقاف میں ملازمت کی نیت سے تشریف لائے ہوئے ہیں، ملنا چاہتے تھے لیکن اب تک ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ آج روانگی سے ٹھیک پہلے تشریف لائے اور پھر سید صاحب کی رفاقت میں ہی میٹرو کے ذریعے عارف بھائی اور حسین خاں ہمیں ایئرپورٹ ڈراپ کرنے پہنچے۔ سید صاحب سے یہاں کے متعلق بہت سی نئی مذہبی باتیں معلومات ہوئیں اور کچھ دل چسپ حقائق بھی۔

وہ 19/اپریل کی شام تھی، جب ہم بعد عصر مدینہ شریف کے لیے ریاض کے کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترے۔ ایک بار پھر انجینئر لیاقت صاحب اور بوڑھے لقمان حیات خان ہمیں ریسیو کرنے کے لیے حاضر تھے۔ راستے میں افطار کی گئی، رات میں ہی کھان پان کے بعد ٹکٹ بنا اور اسی صبح ریاض سے دوبارہ مدینہ شریف کے لیے پرواز کرنا ہوا۔

طیبہ سے لوٹنا کسی عاشق سے پوچھیے:

وہ 20/اپریل کی صبح تھی جب کائنات کے مسیحا نے ایک روسیاہ مجرم کے دل کی پکار سنی اور ایک ہی سفر میں دوبارہ باریابی کا موقع دیا۔ خدائے متعال ان پر بے پناہ درودوں کے گجرے نازل فرمائے اور ہمیں ان کی ناموس کا پہرہ دار بنائے۔ آمین۔

علی الصباح ریاض سے روانگی ہوئی اور ڈیڑھ گھنٹے بعد سلمان بھائی ایئرپورٹ پر منتظر تھے۔ کورونا کے بعد گورنمنٹ نے حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے توکلنا اور اعتمرنا نامی دو ایپس پر آن لائن رجسٹریشن ضروری قرار دیا ہے۔ گائڈ لائن میں ضروری قرار دینے کے باوجود یہاں عام مسافروں سے نہ کورونا کا سرٹیفکیٹ مانگا جاتا ہے اور نہ دوسری فارملٹیز لیکن عمرہ کرنے والوں سے بالاہتمام توکلنا کا رجسٹریشن طلب کیا جاتا ہے اور عام مسافروں کے مقابل ان سے باز پرس بھی سخت کی جاتی ہے۔

ہر چند کہ کافی آرام کر چکے ہوں، مدینہ جانے کے بعد ایسا روحانی سکون محسوس ہوتا ہے کہ پہلے پہل طبیعت صرف سونا چاہتی ہے، سو یہ جرم بھی کر لیا گیا۔

پرانے معمول کے مطابق بوقت عصر حاضر دربار ہوئے تاکہ یہ جائزہ لیا جا سکے کہ مسجد نبوی میں ان آفیشیل اعتکاف کرنے کی کس قدر گنجائش ہے؟ کیوں کہ آفیشیل اعتکاف رجسٹریشن کے مراحل تو دس رمضان سے پہلے ہی پورے کیے جا چکے تھے اور اب آفیشیل طور پر اعتکاف کی بالکل گنجائش نہیں تھی۔ شاید ایسا اس لیے کیا گیا کہ گورنمنٹ چاہتی ہے کم سے کم لوگ اعتکاف کریں جبکہ کچھ حد تک کورونا کے اثرات دکھانے بھی مقصود تھے۔

پہلے یہ خیال تھا کہ اتنی بڑی مسجد میں کون کس نیت سے بیٹھا ہے؟ کس کو خبر لگے گی، لیکن جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے تک پہنچے کہ بنا اعتکاف والوں کے لیے نہ یہاں ضرورت بھر سونے کی گنجائش ہے اور نہ موبائل چارجنگ جیسی ضروری سہولیات کی۔ سو فائنل فیصلہ یہ کیا گیا کہ اعتکاف کو آئندہ کسی وقت کے لیے مرضی مولا کے حوالے کیا جائے اور فی الوقت عشرہ رہائی میں آزادانہ عبادتوں کا جتنا لطف لیا جا سکتا ہے، لیا جائے۔

آئندہ معمول کا حصہ یہ رہا کہ بوقت عصر حاضری ہوتی اور رات کے دوسرے پہر سحری کے لیے واپسی۔

حرم شریف کا صحن جتنا وسیع ہے، اتنا ہی زبردست افطار، نماز، پانی، استنجا اور دیگر ضرورتوں کا انتظام۔

مسجد نبوی میں افطار کا نظم ونسق حکومت کا ہوتا ہے، لیکن افطار کٹس ذاتی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے شہر مدینہ کے لوگ مسجد نبوی میں افطار کو ترجیح دیتے ہوں۔ افطار کے جو کٹ ملتے ہیں، گاہے گاہے مغذیات، جیوس، بسکٹ وغیرہ کے ان پر چھوٹے موٹے اضافے اتنے زیادہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ تراویح کے وقت تک کا کھانا ہو جاتا ہے۔

نماز کے معاً بعد چائے اور قہوے کے کئی ٹھیے لگتے ہیں۔ اہل مدینہ کی بڑی تعداد ہوتی ہے جو اپنے تھیلوں میں تھرمس اور پلاسٹک کے کپ لاتے ہیں اور نماز کے اختتام کے ساتھ ہی رندوں کو جام بھر بھر پیش کرنے لگتے ہیں۔

پہلے ہی دن عزیز دوست اور یوٹیوبر رمضان بھائی، بیکانیر سے مسجد کے گیٹ نمبر 35 پر ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات مکہ مکرمہ میں ہونی تھی لیکن شاید قسمت میں مدینہ مکتوب تھا۔ رمضان بھائی دینیات کا کافی شوق رکھتے ہیں اور یوٹیوبر ہونے کی وجہ سے انھوں نے الگ الگ زیارتوں پر خاصے

ویڈیوز بھی بنائے۔ ہم سے بھی کچھ زیارتوں کے متعلق دریافت کرنے لگے، جس کا ہماری طرف سے جواب لاعلمی کا تھا۔

دوسرے دن ہمیں سلمان بھائی مدینہ کے بیرونی حصے کی طرف لے گئے، جہاں سے بادشاہ کا محل قریب تھا۔ وہاں قرآن مجید اور کچھ خاص اسلامی کتابوں کا ایک بہت بڑا آٹو میٹک چھاپہ خانہ تھا۔ ایسا عمدہ اور اپڈیٹ نظم ونسق کہ دیکھیے تو دیکھتے رہ جائیے۔ وہاں سے روزانہ زائرین کو بڑی تعداد میں مفت قرآن شریف دیے جاتے ہیں البتہ یہ شرط رہتی ہے کہ ایک آدمی کو ایک ہی قرآن شریف ملے گا۔

یہاں ہر کام آٹو میٹک ہوتا ہے۔ خود پیپر تیار ہوتے ہیں، خود کتابت ہوتی ہے، خود بائنڈنگ ہوتی ہے، خود مطبوع قرآن مجید ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور خود ہی پیکیجنگ ہوتی ہے۔ چند ملازمین ہوتے ہیں جو اس پورے نظام کی نگرانی کرتے ہیں اور بس۔ ظاہر ہے اتنا اپڈیٹ اور اتنا زیادہ آٹو میٹک نظم ونسق کتابی دنیا کے لیے کسی معراج سے کم نہیں۔

یہ چھاپہ خانہ تقسیم قرآن مجید کے لیے ہفتے میں پانچ دن اور پانچ دنوں میں روزانہ دو دو گھنٹہ کھلا رہتا ہے۔ ہم دونوں کو اپنی دیرینہ خواہش کے مطابق اس کلام مجید کے دو نسخے مل گئے، جن سے بچپن کی یادیں وابستہ ہیں اور جو دراصل ہماری بچکانہ تلاوت کا نفسیاتی ساتھی ہے۔ ہوا یوں تھا کہ دادی جان نے حج سے واپسی کے بعد ہمیں وہ نسخہ دیا تھا جو آج تک ذہن کے حاشیے پر مرتسم ہے لیکن اب بوڑھا ہو چکا ہے، ان ہو بہو تازہ نسخوں کی تازگی نے اس بوڑھے نسخے کو گویا نئی زندگی دے دی۔

دوسرے دن سر شام طے شدہ پلان کے مطابق ہماری ملاقات سید حسن ابدال صاحب سے ہوئی ہے۔ آپ بھلائی، چھتیس گڑھ کے رہنے والے ہیں۔ تعلیم سے سافٹ ویئر انجینئر اور خاندانی طور پر تجارت پیشہ ہیں۔ سید زادہ ہونے کے ساتھ ساتھ عالم زادہ بھی ہیں۔ آپ کے والد ماجد عامل کامل ہیں بلکہ الحمد للہ جتنے کامیاب عامل ہیں، اتنے ہی کامیاب بزنس مین اور اتنے ہی زبردست سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والے سنجیدہ مزاج عالم دین۔ سید صاحب نے بھی خوب ذوق عبادت پایا ہے۔ ایک دن میں کئی عمرہ کر کے آئے اور نیکیوں کے بڑے حریص ہیں۔ ایک مدت سے رابطے میں ہیں، زہے قسمت کہ اس یاری پر پہلے اجمیر شریف اور اب کی بار مدینہ منورہ کی دل داری نے ہمیشہ کے لیے مہر ثبت کر دی۔ سید صاحب خواہش مند تھے کہ ہمارے ساتھ اعتکاف کرتے لیکن جب ہمارا پلان کینسل ہوا تو انھوں نے بھی اپنا پلان تبدیل کر دیا۔ اٹھنا بیٹھنا ہو، نماز پڑھنا ہو یا افطار کرنا ہر کام ساتھ میں ہوتا اور سید صاحب کا علمی اور عملی حرص مسلسل تبادلہ خیال کرتا رہتا۔

ہمیں بتایا گیا تھا کہ جنت البقیع میں داخلے کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو فجر کے بعد داخلہ ممکن ہوتا ہے یا پھر ہر نماز کے بعد ہونے والے جنازے کے بالکل ساتھ ساتھ لیکن 22 اپریل کو شام سے پہلے جانے کیوں جنت البقیع کا دروازہ عام لوگوں کے لیے کھلا ہوا تھا۔ ایک بڑی تعداد زیارت کے لیے جاتی تھی، ہم بھی اپنی قسمت جگانے لگے اور بے نام و نشان اس سپاٹ سے قبرستان کو کبھی حسرت، کبھی حیرت، کبھی ندامت اور کبھی تلاوت کے ساتھ تکتے رہے۔ اللہ غارت کرے اس کج فہمی کو جس نے اسلامی آثار کو مٹا کر اپنا نام ازلی بدبختوں میں لکھوایا۔ کہاں تو عالم اسلام کا سب سے قیمتی شخصی سرمایہ اور کہاں یہ حسرتوں کے مزار۔ کہاں صحابہ اور اہل بیت یعنی اللہ اور رسول کی مقرب ہستیوں کی عظمت نشان آخری آرام گاہیں اور کہاں ایک حدیث کی غلط تشریح اور کج فہمی کے نتیجے میں بدترین مسماری کے یہ کھنڈر نشان۔ کہاں اپنی جھوٹی سچی داستانوں کو بھی تاریخ بنانے کا دنیوی انداز اور کہاں منصوص فضیلتوں کی حامل شخصیتوں کے نام و نشان مٹانے کی یہ ناکام کوششیں۔ تاریخ جب جب جنت البقیع کے اس صاف میدان پر نظر ڈالے گی، نہایت گن گرج اور کوہ عظمت آوازیں اسے غیرت دلائیں گی۔

جنت البقیع کے انہدام کی تاریخ پر فقیر راقم الحروف نے کچھ سال پہلے اپنے دوست انجینئر شجاعت علی قادری کے کہنے پر کوئی 90 صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی مقالہ لکھا تھا لیکن ہنوز وہ تشنہ طباعت ہے۔

آل سعود نے اپنے اقتدار کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جنت البقیع کے ساتھ جو سلوک روا رکھا، وہ ان کی اپنی روش تھی لیکن عالم اسلام نے اس بابت جس طرح کی یکطرفہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے، وہ بھی کوئی چھوٹا جرم نہیں۔ ہر چند کہ عرب حکومت کے سامنے کہیں دور دراز گونجتی آوازیں نقار خانے کی آوازیں ثابت ہوتی ہیں لیکن غوغا مچتے رہنا چاہیے تاکہ مدعا حاصل ہو، ہو، نہ ہو لیکن کم سے کم آنے والی نسلوں کو ظالمانہ اور مظلومانہ تاریخ تواتر بر رہے، ورنہ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جنت البقیع کا تصور محض چند ابھرے ہوئے نقوش والے ایک سپاٹ میدان کا بن کے رہ جائے اور بس کیوں کہ موجودہ روش کے ساتھ یہی قوی اندیشہ ہے۔

آج ہی افطار سے قبل عالمی تحریک دعوت اسلامی کے مفتی اور معروف اسلامی چینل مدنی چینل کے مقبول اسکالر مفتی علی اصغر عطاری صاحب سے اچانک مسجد نبوی میں ملاقات ہوئی اور خوب ہوئی۔

ہم روضہ انور کی طرف سے مسجد نبوی میں داخلے کی جگہ اور ریاض الجنہ کے نزدیک مسجد کے داخلی حصے میں کھڑے سید حسن ابدال صاحب کے منتظر تھے کہ اچانک مفتی صاحب مسجد میں داخل ہوئے، ہم نے بڑھ کر سلام کیا اور اپنا نام بتایا، نام بتاتے ہی گلے لگایا اور کہنے لگے: میں تو یہ سوچ رہا تھا، آپ بہت جسیم اور ہٹے کٹے ہوں گے۔

دراصل مفتی صاحب سے ایک مدت ہوئی وہاٹس ایپ کے ذریعے ربط و ضبط اور مکالمے ہیں۔ آپ پشتینی طور پر ہریانہ کے راجپوت ہیں۔ اپنے پشتینی علاقے کی موجودہ صورت حال اور دیگر ایشوز پر بھی باتیں ہوتی رہی ہیں۔ اس مبارک ماہ میں مبارک ترجگہ اور مبارک ترین وقت کی ملاقات نے اس تعارف و تعلق کو مقبولیت کی سند دی ہے۔

افطار اور نماز مغرب ساتھ میں ادا ہوئی اور اس دوران بہت سے موضوعات پر ڈھیروں باتیں بھی۔ میں نے پوچھا: آپ کو مسائل تجارت پر تبحر کیوں کر حاصل ہوا؟ تو از راہ مزاح فرمانے لگے: میں لوگوں کے سامنے اس غلط فہمی کا ازالہ کرتا ہوں کہ میں تجارت کا نہیں، اسلام کا مفتی ہوں۔ پھر تفصیل بتاتے ہوئے کہنے لگے: جب میں ہدایہ پڑھاتا تھا، اسی وقت شام کو بالغ لوگوں کو بھی پڑھاتا تھا۔ ان تاجر متعلمین کے سوالات عملی اور گنجلک قسم کے ہوا کرتے تھے، جن کی تحقیق کرتے کرتے اللہ رب العزت نے نئے مسائل تجارت پر یک گونہ مہارت عطا فرمادی اور اس پر میری پی ایچ ڈی مستزاد۔

میری دریافت پر مفتی محمد قاسم صاحب کی تعریف کرتے ہوئے ان کے دعوت اسلامی میں آنے کا بیک گراؤنڈ اور ان کی ذہانت اور مطالعہ کا استحضار پیش کرنے لگے۔ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ الحمد للہ مفتی صاحب کا مزاج حریفانہ نہ تھا۔

ائمہ حرمین شریفین کے پیچھے علمائے اہل سنت ہند و پاک کی نمازوں کے متعلق محتاط تدبیریں اور گم راہ فرقوں میں سلوک و معرفت کی طرف رجحان جیسے بہت سے مسائل پر دل چسپ گفتگو رہی۔ اسی دوران آپ نے اپنی تازہ کتاب 27 واجبات حج اور ان کی تفصیل پیش فرمائی۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مشاعر حج و زیارت اور دیگر مسائل حج کو بار کوڈ کی مدد سے معائنہ کروایا گیا ہے۔ دیے گئے بار کوڈ پر اسکین کرنے سے ویڈیو کھل جاتے ہیں اور جو کچھ پڑھایا سمجھایا گیا، اسے ویڈیو فارمیٹ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ علمی اور قلمی دنیا میں یہ خوب صورت اضافہ اور لائق تقلید بدعت ہے۔

ایک دن جمعرات کو علی الصباح ریاض اور دمام میں رہنے والے شیرانی احباب کی عمرہ سے فارغ ہو کر دو گاڑیاں پہنچیں اور حاضری دربار کے بعد سحری و ملاقات سے فارغ ہو کر چلتی بنیں۔

23 اپریل کو واپسی کے لیے مدینے کے بازار سے خریداری کی گئی۔ مدینہ ایک متوسط شہر ہے لیکن ایسا لگتا ہے جیسے اس کے بازار میں بابرکت تنوع ہے۔ تبرکا تھوڑا تھوڑا خریدتے ہوئے بھی تنگ دامانی کا شکوہ رہا۔

اسی دن شام کو اشرف بھائی، اڑیسہ کا فون آیا اور انھوں نے اطلاع دی کہ حضرت مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن عباسی اڑیسوی علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین دام ظلہ بھی اپنی پوری ٹیم کے ساتھ تشریف لائے ہوئے ہیں، ان سے ملاقات کے لیے ان کے ہوٹل پر حاضری ہوئی اور موجود علما و احباب سے خوب تر ملاقاتیں۔

اس بار حرمین شریفین کے لیے آرڈر تھا کہ جانے کب سے توارث کے ساتھ پڑھی جاتی رہی بیس رکعت نماز تراویح کو دس رکعت میں بدل دیا جائے، سو ایسا ہی ہوا۔ شاید اس کی تلافی کے لیے رات ایک بجے سے قیام اللیل کے نام پر دس رکعت نماز با جماعت الگ سے ادا کی جا رہی تھی۔ معلوم نہیں کہ شرعی نقطہ نظر سے اس تبدیلی کی کیا حیثیت ہے؟ البتہ یہ ضرور دیکھا ہے کہ شاہی فرمان کے آگے یہاں کی شریعت بلا چوں چرا سر تسلیم خم کرتی ہے۔

جیسے ہی یہ دوسری نماز ہونے لگتی، خوش عقیدہ احباب کا حلقہ چھٹنے لگتا۔ اسی وقت نماز وتر بھی ادا کی جاتی اور وتر کے اخیر میں قنوت نازلہ بھی۔

ہم نے 23 کی شب کو خصوصی حاضری دی، حسرت بھری نگاہوں سے مڑ مڑ کر جہاں تک تک سکتے تھے، گنبد خضرا کو تکا اور بوقت سحری اپنی آرام گاہ آن پہنچے۔

24/ کو دوپہر میں مدینہ منورہ سے شارجہ کے لیے روانگی تھی۔ سلمان بھائی نے بار بر سالاد دیا تھا اور اسی لگیج کی وجہ سے ایرپورٹ پر قدرے اٹھا پٹک کا سامنا کرنا پڑا۔

بوقت عصر شارجہ ایرپورٹ پر لینڈنگ ہوئی اور حسن اتفاق کہ شارجہ سے جے پور کے لیے جو فلائٹ ہماری تھی، وہی قطر سے شارجہ ہو کر حافظ صاحب کی بھی تھی، اس حسن معیت و اتفاق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جانا چاہیے۔

ہم شارجہ ایرپورٹ پر افطار کی تیاری کر رہے تھے کہ اسی دوران چہرے اور حلیے سے پہچان کر اچانک انور بھائی اشرفی نمودار ہوئے اور پوچھنے لگے: کیا آپ اشرفی سلسلے سے ہیں؟ ایک بار تو سوال عجیب سا لگا لیکن جواب دیا، کیوں نہیں، میں حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں صاحب سے خلافت یافتہ ہوں۔ بس پھر کیا تھا، افطار بھی ساتھ ہوا اور دیر تک گپ شپ بھی۔ انور بھائی سلسلہ اشرفیہ کے مرید اور تلنگانہ کے کسی علاقے میں اس کے میزبان رہے ہیں۔

شارجہ سے رات کے پہلے پہر میں روانہ ہو کر بھی جب جے پور ایرپورٹ پر ہماری لینڈنگ ہوئی تو ٹھیک اس سفرنامے کی طرح سحری کا وقت بالکل ختم ہو چکا تھا۔ ***

ربط باہم

چوتھی قسط

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

مبارک حسین مصباحی

بفضلہٖ تعالیٰ سہ ماہی مجلہ ”ذوق“ ضلع اٹک پاکستان نے ”فضیلۃ الشیخ نمبر“ ایک ہزار صفحات پر شائع کرکے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے، اس کے مرتب پروفیسر سید نصرت بخاری ہیں اور معاون خصوصی راشد سیماب ہیں۔ پیش نظر مضمون ہم نے اسی نمبر کے لیے تحریر کیا تھا۔ ہم فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور مرتبین کی بارگاہوں میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مضمون میں ہم نے کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ از: احقر مرتب غفرلہ

پروردگارِ عالم نے آپ کو عربی، فارسی، پنجابی اور اردو میں کمال کا ملکہ عطا فرمایا تھا، دورانِ خطاب آپ قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے تو اپنے اندازِ قراءت، رَس گھولتی آواز اور دلوں میں اتر جانے والے لہجے سے سامعین کی سانسیں روک دیتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ اتنے مضبوط حافظِ قرآن تھے کہ ایک ہی نشست میں مکمل قرآن پڑھنے کی صلاحیت رکھتے تھے، اس کا آپ نے کئی بار دورانِ خطاب اظہار بھی فرمایا، احادیث نبویہ پڑھتے تو سامعین کی سانسوں پر قبضہ فرما لیتے تھے، آپ کے خطابات میں ”لبیک یا رسول اللہ لبیک“ کے نعرے طویل وقت تک لگتے رہتے تھے، لبیک کی صداؤں کے درمیان سامعین کا جنونِ عشق ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا تھا۔

ایک پروگرام میں امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی قدس سرہ کو مدعو کیا گیا، آپ ماشاء اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے۔ خطاب سے قبل آپ سے بعض معترضین کا ذکر کیا گیا، حضرت اسٹیج پر جلوہ بار ہوئے تو آپ نے حسب معمول وقیع خطاب فرمایا، مگر ابتدا میں چند باتیں اس اعتراض کے جواب کے طور پر ارشاد فرمائیں۔ حضرت نے اس میں کچھ پنجابی زبان بھی استعمال فرمائی ہے، ہم اس کی مکمل ترجمانی سے قاصر رہتے ہیں، ہاں اردو میں جو سمجھ سکے اسے نقل کرتے ہیں۔ خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت نے فرمایا:

”مولوی خادم کیوں آ رہے ہیں؟ کیوں جی! میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ سکتا ہوں، کیا ہے کوئی بندہ تو میرے مقابلے میں لے آؤ، جو ایک رکعت میں قرآن پڑھے۔ ہاں جی! ہے کوئی جسے قصیدہ بردہ بھی پورا یاد ہو، ہے کوئی جسے حدائق بخشش بھی یاد ہو، جنھیں اقبال بھی یاد ہو [ڈاکٹر اقبال کا فارسی اور اردو کلام] جسے دیوان حسّان بھی اکثر یاد ہو، کیوں جناب! جسے شمائل ترمذی کی بھی اکثر حدیثیں یاد ہوں، جسے غزوۂ احد شریف کا خطبہ بھی یاد ہو، غزوۂ تبوک کا خطبہ بھی یاد ہو، حجۃ الوداع کا خطبہ بھی یاد ہو، یہ ساری چیزیں جسے یاد ہوں ان کو بلاؤ، یہ ساری چیزیں جنھیں یاد ہوں ان کو لے آؤ [تکبیر و رسالت کے نعرے اور لبیک یا رسول اللہ کی انقلاب آفریں صدائیں]۔

حضرت نے اس کے بعد ارشاد فرمایا:

”جنھیں پورے قرآن کریم کی الحمد سے لے کر والناس تک صَرفِ صغیر اور صَرفِ کبیر یاد ہو، جنھیں پورے قرآن کی مثال۔ معتل، اجوف اور ناقص تعلیلیں یاد ہوں، انھیں صَرف کے قانون بھی یاد ہوں اور باب بھی یاد ہوں، اعلیٰ حضرت بریلوی کا خطبہ بھی یاد ہو، پوری دنیا میں کسی خطیب کو یاد ہو تو میرے سامنے آئے۔ فرمایا: صاحب زادے صاحب بہت بڑے عاشقِ رسول ہیں، اس لیے میں وہ خطبہ پڑھتا ہوں۔ اور آپ نے فتاویٰ رضویہ کا خطبہ شروع فرمادیا۔ طویل خطبہ سنانے کے بعد آپ نے الاشباہ والنظائر کے تعلق سے کچھ ارشاد فرمایا اور پھر نَزَّہٗ یُنَزِّہٗ کی مکمل گردان سنادی۔

اسی طرح ایک خطاب میں آپ نے فرمایا کہ خادم سے الحمد سے والناس تک جس کی چاہو گردان سن لو، اس کے بعد تین مکمل گردانیں سنائیں۔ اور یہی نہیں کہ خود گردانیں سناتے تھے، بلکہ کبھی اعلان فرماتے تھے کہ کوئی بھی سنائے اگر کوئی طالب علم صحیح سنا دیتا تو آپ فرماتے کہ پروگرام کے بعد سترہ سو روپے ہم سے لے لینا، محبِ گرامی وقار حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا، متعدّد بار ہم نے دیکھا کہ حضرت نے صحیح گردانیں سنانے والوں کو انعامات سے نوازا۔ (ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، ستمبر تا دسمبر 2020، ص:84،

mubarakmisbahi@gmail.com

85 ماہ نامہ الخاتم انٹرنیشنل، گوجرانوالہ پاکستان، ربیع الثانی تا شوال المکرم 1442ھ/دسمبر 2020 تا جون 2021، ص:180)

آپ کی سرپرستی میں "ماہ نامہ العاقب" لاہور سے شائع ہوتا رہا، متعدّد نمبر جاری ہوئے "تحفظ ناموسِ رسالت" نمبر 184 صفحات پر مشتمل ہے۔ سب سے اہم حضرت علامہ فضلِ حق خیرآبادی و جنگ آزادی 1857 نمبر ہے، 544 صفحات کا یہ وقیع نمبر تاریخی اور علمی دنیا میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس کے سرپرست اعلیٰ امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی قدس سرہ ہیں۔ 1429ھ/2008ء میں سہ ماہی العاقب لاہور سے جاری ہوا، بعد میں یہ سہ ماہی سے ماہانہ ہو گیا، رسالہ علمی، دینی اور تاریخی شاہکار ہے، اس کی تحریریں علمی، فقہی اور دینی ہوتی تھیں، عام طور پر مضامین میں تحقیقی اور فکری رنگ ہوتا تھا، کسی بھی موضوع کے نمبرات اور خصوصی شمارے میں موضوع کے ساتھ بڑی حد تک انصاف کیا جاتا تھا

امیر المجاہدین سرپرست صرف نام کے نہیں بلکہ کام کے تھے، آپ مکمل نگرانی فرماتے اور اپنے مضامین و مقالات سے سرفراز فرماتے، حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری نے مکمل "العاقب" لاہور سے حضرت امیر المجاہدین کے مضامین و مقالات کی فہرست رقم فرمائی ہے، ہم اسے ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

- آہ! اب کس کو ہو گا وطن میں انتظار-جون 2009ء
- اسلام میں حکمرانی اور عدل و انصاف کا تصور-فروری 2009ء
- امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ-جولائی تا ستمبر 2008ء
- انٹرویو، علامہ حافظ خادم حسین رضوی-اکتوبر تا دسمبر 2008ء
- انوکھی وضع سارے زمانے سے نرالے تھے (1)-مئی 2013ء
- انوکھی وضع سارے زمانے سے نرالے تھے (2)-جولائی 2013ء
- تاجدارِ ختم نبوت-اگست 2014ء
- تاجدارِ ختم نبوت-اکتوبر 2013ء
- تحفظ ناموس رسالت-جون 2014ء
- تحفظ ناموس رسالت-اگست 2014ء
- تحفظ ناموس رسالت-نومبر 2013ء
- تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے ایک پیغام-ستمبر 2013ء
- چمنستانِ فقہ کا گل سرسبد فتاوی رضویہ شریف (1)-جولائی 2014ء
- چمنستانِ فقہ کا گل سرسبد فتاوی رضویہ شریف (2)-نومبر تا اپریل 2014ء
- چمنستانِ فقہ کا گل سرسبد فتاوی رضویہ شریف (3)-ستمبر 2014ء
- چمنستانِ فقہ کا گل سرسبد فتاوی رضویہ شریف (4)-اکتوبر 2014ء
- زندگی بے بندگی شرمندگی-اگست 2012ء
- سطوت آئین پیغمبر نگر-مئی 2013ء
- سومنات عقل را محمود-اپریل 2014ء-اگست 2014ء
- عاشقاں او زخوباں خوب تر-دسمبر 2013ء
- محافظ ناموس رسالت شہید اسلام ملک غازی ممتاز حسین شہید قادری — خصوصی اشاعت 2017ء
- عشق جسور اور فقر غیور کے امین حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ (1)-اپریل 2009ء
- عشق جسور اور فقر غیور کے امین حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ (2)-مئی 2009ء
- عشق چوگاں باز میدان عمل-فروری 1011
- عشق عریاں از لباس چون و چند-جون 2010ء
- عشق کمیاب و بہائے او گراں-فروری 2013ء
- عشق ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر-فروری 2010ء
- فکر آخرت-مارچ 2014ء
- کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ!-مارچ 2010ء
- مراد ادایں خرد پرور جنونے-دسمبر 2010ء
- مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ-دسمبر 2010ء
- معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق-فروری 2014ء
- منقولات و معقولات کے امین مولانا فضل امام خیرآبادی علیہ الرحمہ-جولائی تا ستمبر 2009 حضرت علامہ فضل امام خیرآبادی و جنگ آزادی 1857 نمبر
- ہست دین مصطفی دین حیات است-مارچ 2009ء

اس فہرست میں ہجری اور عیسوی کی سنین غیر متوازن تھیں، اس لیے ہم نے عیسوی سنوں کو خارج کر دیا اور غیر مناسب ترتیب کے باوجود سن ہجری کو باقی رکھا۔ لگتا ہے حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری نے کسی پر اعتماد کیا ورنہ حضرت کی تحریر تو آئینے کی طرح صاف و شفاف ہوتی ہے، ہم نے صرف اس لیے اسے نقل کر دیا کہ کم از کم حضرت امیر المجاہدین کی تمام تحریریں سامنے آجائیں، اگر کوئی صاحبِ ذوق قلم کار انھیں یکجا مرتب کر دے تو دبستانِ سنیت میں اس کا زبردست استقبال کیا جائے گا۔

حضرت علامہ فضلِ حق خیرآبادی و جنگ آزادی 1857 نمبر:

فدایانِ ختم نبوت کا ترجمان "العاقب لاہور" نے نابغۂ روزگار امام المتکلمین قائد حریت قائد تحریکِ آزادی **حضرت علامہ فضلِ حق خیرآبادی و جنگ آزادی 1857 نمبر۔**

ٹائٹل پر اس کے نیچے رقم ہے:

بشمول متعدّد حصہ "**ماہ نامہ الہام**" **بہاولپور** علامہ فضلِ حق خیر آبادی نمبر، "**ماہ نامہ اشرفیہ**" "**مبارک پور** جنگ آزادی 1857 نمبر۔
اس کے نیچے جلی حروف میں یہ مقدس اسمِ گرامی نقش ہے۔

زیرِ سرپرستی: حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی۔

اس وقت ہمارے پیشِ نظر یہ 544 صفحات پر مشتمل فکر انگیز علمی اور تاریخی نمبر ہے، سچائی یہ ہے کہ عاشقِ رسول، محافظِ ناموسِ رسالت حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی قدس سرہ سے یہ ہماری اولین شناسائی تھی۔ در اصل ماہ نامہ "العاقب" لاہور کا نام اس حدیث کا ٹکڑا ہے۔ حدیثِ پاک نمبر کے تیسرے صفحہ پر ختم نبوت کا اعلان حق ببانگِ دہل کر رہی ہے "سرکار دوعالم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اَنَا العَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہ نَبِیٌّ".

فدایانِ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر کی سرپرستی میں جو دونوں راستے نکالے گئے، یہ بلا شبہہ حق تھے، انھیں پر عمل بھی کیا گیا۔
اب حضرت مدیر محترم لکھتے ہیں:

> "چنانچہ ہفت روزہ الہام (جواب ماہنامہ الہام ہوچکا ہے) کے روح رواں پروفیسر شاہد حسن رضوی صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں اپنا مدعا بیان کیا۔ پروفیسر صاحب نے علم دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف بخوشی اس نمبر کی دوبارہ اشاعت کی اجازت دے دی بلکہ اپنا ایک مقالہ بھی ہمارے نمبر کے لیے بھیج دیا۔ ہم نے اپنے اس نمبر میں ماہنامہ الہام کے شائع کردہ علامہ فضل حق خیر آبادی نمبر 28 اکتوبر 1985ء کا اکثر حصہ لیا ہے۔
>
> "علامہ فضل حق خیرآبادی پر نمبر کی ترتیب کے وقت اشد سے یہ خیال دامن گیر رہا کہ جنگ آزادی 1857ء کا بھی اگر ساتھ تذکرہ شامل ہو جائے تو اس نمبر کی افادیت دوبالا ہو جائے گی چنانچہ بعد از مشاورت جنگ آزادی 1857ء سے متعلقہ مواد کو بھی اس نمبر کی زینت بنایا گیا ہے۔ **اس حصے کا بیشتر مواد ماہ نامہ اشرفیہ مبارکپور انڈیا کے انقلاب 1857ء نمبر مطبوعہ اگست ستمبر 2008ء سے لیا گیا ہے۔ ادارہ العاقب ماہ نامہ اشرفیہ کے مدیرِ اعلیٰ مولانا مبارک حسین مصباحی اور ان کی پوری ٹیم کا بے حد مشکور ہے کہ انھوں نے ہمیں** اس نمبر کا اکثر حصہ پاکستان میں شائع کرنے کی اجازت دی۔"

یہ جلد 2، شمارہ 7 تا 9 رجب تا رمضان 1430ھ / جولائی تا دسمبر 2009ء ہے۔ اس خاص نمبر کا ہدیہ 150 روپے ہے، جب کہ سالانہ 240 ہے۔ نصف صفحے پر تیس مجاہدینِ آزادی اور تقسیمِ وطن کے ذمہ داروں کے اسمائے گرامی جگمگا رہے ہیں۔ مدیر ہیں باوقار صحافی اور ذمہ دار قلم کار حضرت مولانا "محمد وحید نور" دام ظلہ العالی۔ صفحہ 4 پر یہ ایک عبارت نوٹ کی گئی ہے جس میں تحریک "فدایانِ ختم نبوت" کا مختصر تعارف، مرکزی امیر اور ناظمِ اعلیٰ کا ذکر خیر ہے۔"

خطباتِ امیر المجاہدین از: علامہ حافظ خادم حسین رضوی دو حصے، مولانا شیر جہاں چشتی نے بڑی محنت اور سلیقہ مندی سے جمع فرمائے ہیں۔

مقالاتِ خادمیہ: 42 مضامین و مقالات اب تک دستیاب ہوئے ہیں جنھیں حضرت علامہ حافظ محمد عدیل نقش بندی دام ظلہ العالی نے بڑے سلیقے سے مرتب فرمایا ہے، جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔

افاداتِ خادمیہ کی پہلی اشاعت 1422ھ / 2020ء۔

تقدیمات خادمیہ امیر المجاہدین نے دیگر علما اور مشائخ کی کتابوں پر مقدمات اور تقریظات وغیرہ کثیر تعداد میں رقم کی ہیں باری کتابوں پر تقریضات و تقدیمات ہیں۔ ان اہم تحریروں کو حضرت علامہ حافظ محمد فرمان علی نے مرتب فرمایا ہے۔

واقعاتِ سیرت النبی ﷺ۔ انھیں ڈاکٹر عثمان چوہان اور انزل بٹ نے خطبات سے کشید کر کے مرتب کیا ہے۔

آپ کے افکار و سوانح پر تو پاکستان میں متعدّد نمبر اور کثیر کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور یہ نیک سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

اب چند باتیں اس نمبر کے حوالے سے رقم کرتے ہیں، ہم حد درجہ مبارک بادیوں کے گل دستے پیش کرتے ہیں سرپرستِ اعلیٰ متحرک و فعال، غم گسار ملت، سیادت و قیادت کی سرفرازیوں سے تابندہ تر، جہان سنیت میں معروف و مقبول، قرطاس و قلم کے دھنی، فکری بصیرت کی حامل آفاقی شخصیت، کثیر کتب کے مصنف ہزاروں مقالات و مضامین کے قلم کار حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں جو واقعی زمین پر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، علم اور اقبال میں خوب خوب بلندیاں عطا فرمائے، آمین۔

دوسری عظیم شخصیت عظیم قائد ورہنما، علم وفضل میں اپنی مثال، بلند پایہ خطیب ومناظر، جدید الیکٹرانک ذرائع سے قادیانیوں کا ناطقہ بند کرنے والے، مجاہد ختم نبوت حضرت علامہ مفتی سید مبشر رضا قادری زید مجدہ، جو الخاتم کے مدیر اعلیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ کرم دراز فرمائے، آمین۔

"اظہار تشکر" کے عنوان سے حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری تحریر فرماتے ہیں، صرف ایک شق ملاحظہ فرمائیے۔

"آخر میں فقیر ان تمام محسنین، مشفقین، مخلصین، اور محبین کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنھوں نے اس عدیم الفرصتی کے دور میں ہمارے لیے قیمتی لمحات نکالے اور صرف اپنے بلکہ علمی احباب کے بھی مضامین و مقالات، منظومات یا پیغامات عنایت فرمائے۔ ان میں افتخار احمد حافظ قادری شاذلی (راولپنڈی) مفتی محمد تصدق حسین (لاہور)، علامہ مبارک حسین مصباحی (مبارک پور انڈیا) مولانا ازہر القادری (سدھارتھ نگر یوپی انڈیا) الحاج محمد سعید نوری (ممبئی انڈیا) مولانا عتیق الرحمن قادری رضوی (مالیگاؤں انڈیا) مولانا مفتی نظام الدین (چاٹگام بنگلہ دیش) مولانا غلام مصطفی رضوی (مالیگاؤں انڈیا) مولانا محمد سلمان رضا صدیقی فریدی بارہ بنکوی (مسقط عمان) اور سید منور علی بخاری قادری (نارتھ کیرولینا امریکہ) کے اسمائے گرامی نہایت نمایاں ہیں۔" (ص:21)

اب ہم جانشین امیر المجاہدین شہزادۂ علامہ حافظ خادم حسین رضوی، حضرت مولانا حافظ سعد حسین رضوی دام ظلہ العالی کے تاثرات نقل کرتے ہیں:

"پیکر استقامت، کوہِ عزیمت، فنافی الرسول، امیر المجاہدین، استاذ العلما، حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت ہیں، عشق رسالت مآب ﷺ، ناموس رسالت اور ختم نبوت کا تحفظ آپ کی پہچان و شناخت ہے۔ دنیا بھر کے شاتمان رسول کے لیے آپ سیف المسلول تھے اور اسی نسبت سے دنیا بھر میں مقبول تھے، اس پر حضرت امیر المجاہدین علیہ الرحمہ کی تابناک زندگی اور سفر آخرت کے حسین مناظر شاہد وناطق ہیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد ناموس رسالت اور ختم نبوت کے اس عظیم محافظ کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے دنیا بھر کے اخبارات اور رسائل و جرائد میں بے شمار مضامین و مقالات زینت قرطاس ہوئے اور بیسیوں کتب منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل ان تمام احباب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

ادیب اہل سنت حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری رضوی بھی اسی سلسلے میں مجلہ الخاتم انٹرنیشنل کا ایک عظیم وضخیم امیر المجاہدین نمبر شائع کر رہے ہیں۔

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری اور ان کے تمام رفقا کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قبلہ والد گرامی قائد محترم حضرت امیر المجاہدین علیہ الرحمہ کو جنت میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چل کر آپ کے مشن کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔"

حافظ سعد حسین رضوی

بلا شبہہ آپ ناموس رسالت کے سچے پاسبان تھے، آپ کی غلامی بارگاہِ رسول کریم ﷺ میں مقبول ہو گئی تھی، اسی لیے آپ اپنے خطابات میں فرماتے تھے:

"لوگ ہمارے جنازے سے ہماری محبت رسول ﷺ کے اندازے کریں گے، کہیں گے او اتنے لوگ کہاں سے آئے تو جھلیو اس بھیجنے والے نے بھیجے ہیں ہم جن کی ناموس پر کٹ مرنے اور سر ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں۔"

حضرت امیر المجاہدین نور اللہ مرقدہ کے دو فرزندار جمند، چار صاحب زادیاں اور اہلیہ محترمہ ہیں، اللہ تعالیٰ سب پر اپنے خصوصی فضل وکرم کی بارش فرمائے، آمین۔

امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ غلام حسین رضوی قدس سرہ کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، آمین۔ بجاہ حبیبہ یارب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

آٹھواں مکتوب:

امیر المجاہدین نمبر کی پسندیدگی پر بہت بہت شکریہ

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب زید مجدہ۔۔۔۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یاد آوری کا شکریہ، امیر المجاہدین نمبر کی پسندیدگی پر بہت بہت بہت شکریہ جزاک اللہ خیرا کثیرا کثیرا کثیرا۔۔۔اس نمبر کے جلو میں آپ کا مقالہ بھی زیب زینت ہے۔ کچھ عرصے سے آپ سے رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے فقیر بہت پریشان تھا، مہتاب پیامی سے بھی آپ کی خیریت وعافیت بار بار دریافت کرتا رہا اب آپ کی خیریت جان کر تسلی وتشفی ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو ہمیشہ شاد وآباد اور بامراد رکھے آمین۔ سہ ماہی مجلہ "ذوق" اٹک، فقیر کے بارے میں خصوصی اشاعت عمل میں لارہا ہے، فقیر نے آپ کی خدمت میں کچھ مواد، کتابیں بھیجی ہیں آپ اگر مناسب سمجھیں تو اس اشاعت کے لئے اپنا پیغام/مضمون بھیج دیں تاکہ اس نمبر میں شامل کروایا جاسکے، اور یادگار رہے، امید واثق ہے کہ آپ ضرور چند لمحات اس احقر کے لئے نکالیں گے اور کچھ نہ کچھ لکھ کر فردوس نظر فرمائیں گے، اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام مع الاکرام:

دعاگو ودعاجو۔ احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان

روابط کی خوشبو:

قابلِ صد تکریم حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم القدسیہ حیرت انگیز متحرک وفعال شخصیت ہیں، آئے دن اپنی نت نئی تحریریں، کتابوں پر تفصیلی تاثرات اور اہلِ علم وفن کی دائمی جدائی پر لکھتے رہتے ہیں، تحریک ختم نبوت کو فکر وقلم کا تازہ خون دینا اور عالمی سطح پر اسے تازہ دَم رکھنا آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کی سوزشِ عشق میں بریاں رہتے ہیں، نسل پاک سرکار علیہ السلام کی خوشبو ہونے کے باوجود سگِ کوے مدینہ لکھنا اور بولنا اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، آپ بڑی خوبیوں کی حامل شخصیت ہیں۔

از: احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

نواں مکتوب:

نام اور کام سے انسیت

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی علامہ مبارک حسین مصباحی زید مجدہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید واثق ہے کہ خیریت سے ہوں گے، اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہا کریں، مجھے آپ کے نام اور کام سے ایک عجیب قسم کی انسیت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو ہمیشہ شاد وآباد اور بامراد رکھے آمین ثم آمین۔ فقیر کی طبیعت ان دنوں کچھ ناساز چلی آرہی ہے آپ جیسے محبین ومخلصین کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

کچھ عرصہ سے "اشرفیہ" فردوس نظر نہیں ہورہا، امید ہے کہ اس میں فقیر کی تحریرات چھپ رہی ہوں گی۔ ناچیز ہیچ مدان کی جانب سے حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر نیاز مندانہ سلام پیش فرمادیں اور فاتحہ بھی پیش فرمادیں، تمام احباب کی خدمت میں بھی نیاز مندانہ سلام پہنچادیں۔ والسلام مع الاکرام

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

آہ، ادیبِ شہیر مولانا ڈاکٹر شکیل احمد مصباحی:

ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور فروری 2022ء صفحہ 50 اور نصف صفحہ 56 پر گراں قدر تعزیتی تحریر طبع ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کے روابط برصغیر کے اہلِ علم وقلم سے بڑے مضبوط ہیں، جیسے ہی کوئی عالم یا دانش ور دنیا سے رخصت ہوتا ہے، آپ کی تعزیتی نگارش منظرِ عام پر آجاتی ہے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی علیہ الرحمہ ایک زندہ دل اور باشعور عالم اور دانش ور تھے، گفتگو فرماتے تو مجلس کو مشک بار فرمادیتے، علمی، ادبی اور قلمی میدانوں کے شہ سوار تھے، آپ خود بھی لکھتے رہتے تھے اور دوسروں میں بھی لکھنے کی ترنگ پیدا فرمادیتے تھے۔ آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے عمر ابھی 45 برس 11 ماہ اور 4 دن تھی، آپ ابھی جوان تھے، لکھنے پڑھنے کے جذبات بھی جوان تھے، آپ پہلے ضلع بستی میں کامیاب استاذ تھے، چند برس پہلے دوست پور ضلع سلطان پور تشریف لے آئے تھے، درس وتدریس میں منفرد مقام رکھتے تھے، آپ اپنے وطن قصبہ گھوسی سے دوست پور سلطان پور جاتے ہوئے اکھنڈ نگر پروانچل ایکسپریس وے پر اچانک ایک ٹریفک حادثہ کا شکار ہوگئے اور وہیں شہید ہوگئے۔ بارگاہِ الٰہی میں شہیدوں کا مقام بلند اور بہت بلند ہے، اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں عظیم مقام عطا فرمائے، آمین۔ از: احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

-------------(جاری)

معارفِ غوثِ اعظم

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

دسمبر 2022 کا عنوان — سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ، عقائد اور معمولات

جنوری 2022 کا عنوان — جسمانی معراجِ مصطفیٰ ﷺ

غوث الاعظم اور اصطلاحاتِ تصوف

از: مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

پانچویں صدی ہجری کا زمانہ اسلامی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس وقت اسلامی سلطنت کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔ پہلی صلیبی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کی سیاسی ابتری کے ساتھ اخلاقی پستی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا، معتزلہ اور باطنی فتنے عروج پر تھے۔ خلق قرآن اور تقدیر وغیرہ کے مسائل نے لوگوں کے ایمان کو متزلزل کر دیا تھا اور رہی سہی کسر علماے سو اور نام نہاد صوفیہ نے پوری کر دی تھی۔ باطل افکار و نظریات کی یلغار اہل اسلام کے یقین و اعتماد کی دیواریں بھی تیزی کے ساتھ کھوکھلی کر رہی تھی۔ یونانی علوم کی آمد، فلسفیانہ موشگافیوں کی بھرمار اور ان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات نے ثبات و استقلال کی دنیا میں ہلچل پیدا کر دی تھی۔ انھی اضطرابی حالات میں شیخ الاسلام والمسلمین، غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی طبرستان کے قصبہ جیلان میں پیدا ہوئے۔

چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ارشاد و تلقین اور اصلاح احوال کا جو ہنگامہ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بر پا کیا، بعد میں ہمیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصوف کو ایک فن کا درجہ دیا تو حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عملی طور پر اس میں جان ڈال دی۔ آپ کے وعظ انتہائی پُر تاثیر ہوتے تھے۔ آپ نے جس وقت وعظ کی یہ محفلیں شروع کیں تو لوگ کشاں کشاں ان محفلوں کی طرف آنے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اس ہدایت آمیز اور یقین و ایمان بخشنے والی آواز کو سننے کے لیے بے تاب تھے، بغداد اور گرد و نواح تو تھے ہی مگر دور دراز سے لوگ گھوڑوں خچروں اور گدھوں پر سوار ہو کر ان مجالس میں شامل ہوتے اور حلقہ بنا کر بیٹھتے۔ [قلائد الجواہر: ص: 4، 5]

بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی:

”بعض اوقات حاضرین کی تعداد 70 / ہزار تک پہنچ جاتی تھی، چار سو کاتب قلم دوات لیے بیٹھے رہتے تھے اور جو لفظ شیخ کی زبان مبارک سے نکلتا فوراً لکھ لیتے۔“ [تاریخ مشائخ چشت، جلد اول، ص: 134]

تصوف اور ارکان تصوف کی تشریح اور ان کی نشر و اشاعت کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

”ان سے پہلے کسی بزرگ نے تصوف کو اسلام کے زرّین اصولوں کی نشر و اشاعت کا ذریعہ اس طرح نہیں بنایا تھا، ارشاد و تلقین کا جو ہنگامہ انھوں نے بر پا کیا وہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔“ [تاریخ مشائخ چشت، جلد اول، ص: 133]

ارتقاے تصوف کے اَدوار اور ان کی تفصیلی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ غوث الثقلین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عہد

استاذ دار العلوم غریب نواز داہوگنج، کشی نگر، یوپی

مبارک میں اگرچہ تصوف نے باضابطہ فن کی حیثیت اختیار کرلی تھی اور اصطلاحات تصوف وضع ہو چکے تھے ، لیکن ان اصطلاحات کی توضیح وتشریح میں صوفیہ کے مابین شدید اختلاف تھا،سب سے زیادہ خطرناک پہلو یہ تھا کہ تصوف کے اندر فلسفیانہ فکر کی آمیزش ہوگئی تھی،صوفیہ کی الگ الگ خانقاہیں بھی قائم ہوگئی تھیں، ان کے درمیان بھی اختلافات کے تنے مضبوط ہورہے تھے۔ایسے میں ضرورت تھی کہ ان اصطلاحات تصوف کی تشریح قرآن وسنت کے مطابق ہو، فلسفیانہ موشگافیوں سے تصوف کو مکمل طور پر پاک وصاف کیا جائے اور تصوف کے حقیقی منہج سے خلق خدا کو قریب کیا جائے،اس دور کے اضطرابی حالات بھی اس کے متقاضی تھے۔چناں چہ حضرت سید ناشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجالس نصیحت، محافل درس اور تصانیف کے ذریعہ دین کی اس اہم ضرورت کو بدرجۂ اتم پورا فرمایا۔خاص طور پر آپ کی گراں قدر تصانیف میں غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، سر الاسرار وغیرہ نے تصوف اور اصطلاحات تصوف کی صحیح تعبیر وتشریح میں اہم کردار ادا کیا۔

ہم یہاں بعض اصطلاحات تصوف کی تشریح غوث صمدانی سیدناشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان ہی تصانیف کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

تصوف کا معنی:

تصوف کی توضیح وتشریح میں علمائے کرام اور صوفیۂ عظام کے مابین شدید اختلاف ہے،اس سلسلے میں ان کے متعدد اقوال ملتے ہیں، لیکن حضرت شیخ نے اس کی بڑی نفیس اور سہل تعریف کی ہے۔غنیۃ الطالبین ہے:

’’تصوف کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ صدق اور اس کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا تصوف ہے۔‘‘[الغنیۃ لطالب طریق الحق،اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:606، مطبوعہ ارشد برادرس ،نئی دہلی]

صوفی اور متصوف کا فرق:

غنیۃ الطالبین میں ہے:

’’صوفی اور متصوف میں فرق یہ ہے کہ متصوف مبتدی ہے اور صوفی منتہی،متصوف راہ سلوک کا راہ رَو ہے اور صوفی وہ ہے جو اس راہ کو طے کر چکا ہے اور مقصود حقیقی کو پاچکا ہے۔‘‘[مصدر سابق]

معرفت:

بندے اور خدا کے درمیان تعلق کا ادراک معرفت کہلاتا ہے کہ اس کے ذریعے سالک ہر وقت اپنے حال کے مطابق اللہ تعالیٰ کی منشا کا بہتر طریقے سے ادراک کرلیتا ہے۔اس لیے اس صاحب انکشاف کو محقق اور عارف کہتے ہیں اور اس نعمت کو معرفت۔سید ناشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معرفت خداوندی کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’معرفت خداوندی کی اساس یہ ہے کہ بندہ دل میں یہ یقین واثق رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہے،اس کا کارساز ہے،اس پر قادر ہے،اس کو دیکھ رہا ہے،اس کے حال سے آگاہ ہے،اس کا نگراں اور محافظ ہے، وہی ہر چیز کا پالنے والا ہے، اس کی حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔اھ۔‘‘[الغنیۃ لطالب طریق الحق،اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:643 مطبوعہ ارشد برادرس ،نئی دہلی]

فقر وغنا:

فقر وغنا تصوف کے اصطلاحات ہیں ، فتوح الغیب میں اس کی بڑی نفیس توضیح موجود ہے:

’’حقیقت فقر یہ ہے کہ اپنے جیسی مخلوق سے احتیاج نہ رکھو، حقیقت غنا یہ ہے کہ اپنے جسموں سے استغنا اختیار کرو۔‘‘

[فتوح الغیب،اردو ترجمہ ظہور جلالی،ص:741،ناشر:صفہ اکیڈمی لاہور]

کشف ومشاہدہ:

تصوف کی اصطلاحات میں سے کشف و مشاہدہ بھی ہے ، کشف ومشاہدکی مختلف توضیحات وتشریحات کی گئی ہیں ،اس حوالے سے سیدناشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع تشریح فتوح الغیب میں منقول ہے۔آپ فرماتے ہیں:

’’انکشاف کی تخصیص جلال سے اور مشاہدہ کی جمال سے اس لیے ہے کہ گویا صفات جلالیہ میں صفات سے پردہ اٹھتا ہے تو بندے کی حالت میں ہیبت اور خوف سرایت کر جاتا ہے اور صفات جمالیہ کے ظہور کے وقت بندہ شوق ونشاط[میں ہوتا ہے]جو اس کو حاصل ہوتا ہے۔‘‘

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی شرح میں فرمایا:

’’کشف جلال میں اور مشاہد جمال میں مستعمل ہے ، جلال سے مراد صفات قہریہ اور جمال سے مراد صفات لطفیہ ہیں‘‘

[فتوح الغیب،اردو ترجمہ ظہور جلالی،ص:124،ناشر:صفہ اکیڈمی لاہور]

مجاہدہ:

مجاہدہ ارکان طریقت میں سے ہے،صوفیہ کرام نے اس کی

اصل آیت کریمہ: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبیلا کو قرار دیا ہے۔غوث صمدانی سید نا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں مجاہدے کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عام لوگوں کا مجاہدہ یہ ہے کہ اعمال کو پوری طرح انجام دیں اور خواص کا مجاہدہ یہ ہے کہ اپنے احوال کا تصفیہ کریں۔ بھوک و پیاس برداشت کرنا اور شب بیداری آسان ہے ، لیکن بُرے اخلاق کا علاج دشوار اور مشکل ہوتا ہے ۔“ [الغنیۃ لطالب طریق الحق ، اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:640،مطبوعہ ارشد برادرس ، نئی دہلی]

مراقبہ:

طریقت کے اعمال میں سے مراقبہ بھی ہے ، حضرت سید نا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مراقبہ یہ ہے کہ بندہ یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے ۔اسی احساس کے ہمیشہ قائم رکھنے کا نام مراقبہ ہے، یہ مراقبہ تمام خوبیوں اور بھلائیوں کی اصل ہے ، اس درجہ تک سالک کی رسائی ان چیزوں کے بغیر نہیں ہوتی، اعمال کا محاسبہ، جلد از جلد اصلاح حال، راہ حق پر ثابت قدمی، اللہ تعالیٰ سے دلی لگاؤ۔ اھ“ [الغنیۃ لطالب طریق الحق، اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:642،مطبوعہ ارشد برادرس ، نئی دہلی]

توکل:

توکل تصوف کا جزو لازم ہے ، جب تک بندے کے اندر توکل کی خصلت پیدا نہ ہو وہ قرب الٰہی کے درجے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ،یعنی جس نے اللہ پر بھروسہ کیا، اللہ اس کے لیے کافی ہے ۔ سید نا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ توکل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”توکل کی حقیقت تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دینا، تدبیر و اختیار کی تاریکیوں سے پاک ہونا، تقدیر الٰہی کے بعد ان کی جانب قدم بڑھانا، بندہ جب یہ یقین کر لیتا ہے کہ قسمت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور جو کچھ اس کے مقدر میں ہے وہ اس سے نہیں لیا جائے گا اور جو مقدر میں نہیں ہے وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو گا تو اس کے دل کو سکون ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب کے وعدہ پر مطمئن ہو جاتا ہے۔“ [الغنیۃ لطالب طریق الحق، اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:652،مطبوعہ ارشد برادرس ، نئی دہلی]

شکر:

شکر نعمت کا تصور اور اُس کا اظہار ہے، جب کہ ناشکری نعمت کو بھول جانا اور اس کو چھپانا ہے، شکر کی متعدد قسمیں ہیں ، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔ [ابراہیم/7]

ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمھیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

غوث الثقلین حضرت سید نا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ شکر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اہل تحقیق نے شکر کی حقیقت میں کہا یہ عاجزانہ طور پر منعم کی نعمت کا اعتراف کرنا ہے اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے لفظ شکور مجازاً فرمایا ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ بندوں کو ان کی شکر گزاری کا بدلہ دیتا ہے ۔“ [الغنیۃ لطالب طریق الحق، اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:652،مطبوعہ ارشد برادرس ، نئی دہلی]

رضا:

رضا تصوف کے اوصاف میں ایک اہم وصف ہے ، مقام رضا کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے غوث الثقلین سید نا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”پس اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے ان کی مصلحتیں پوشیدہ رکھی ہیں اور ان کو اپنی بندگی کے لیے مکلف بنایا ہے، جس سے مراد اوامر کا پورا کرنا اور ممنوعات سے رکنا، مقدر کے آگے سر جھکانا اور قضائے الٰہی پر اپنے تمام منافع و نقصانات میں راضی برضا رہنا، اللہ تعالیٰ نے انجام اور مصلحتوں کو اپنے اختیار میں رکھا ہے، پس بندے کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے آقا و مولا کی اطاعت میں لگا رہے ، اور اس سے راضی رہے جو کچھ خدا نے اس کے لیے مقسوم کر دیا ہے۔“ [الغنیۃ لطالب طریق الحق، اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی،ص:663،مطبوعہ ارشد برادرس ، نئی دہلی]

حاصل یہ کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشادات و فرمودات اور آپ کی تصانیف میں تصوف کے رموز و اسرار کے گنجینے موجود ہیں، آپ نے اصطلاحات تصوف کی بڑی نفیس توضیح و تشریح فرمائی ہے اور اصطلاحات تصوف کی ان تشریحات کو فلسفیانہ موشگافیوں کو بالکل پاک وصاف رکھا ہے۔ اس لیے طالب حق کے لیے آپ کی تصانیف کا مطالعہ نہ صرف یہ کہ تفہیم تصوف کے حوالے سے انتہائی مفید ہے بلکہ معرفت الٰہی اور وصول الی الحق کا بھی اہم ذریعہ ہے۔

--*-*-*-*-*--

شانِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حافظ افتخار احمد قادری

کہتے ہیں کہ تقوی کے تین درجے ہیں۔ اول: شرک وکفر سے بیزار ہوکر دائمی عذاب سے بچنا، دوم: ایسے اقوال وافعال سے بچنا جن سے گناہ لازم آئے۔ سوم: ہر اس چیز سے بچنا جو آدمی کو حق سے غافل کردے اور کامل طور سے خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ اسی کو کہتے ہیں طاعتہ الابرار سیئات المقربین۔

حضرتِ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے یوں بیان فرمایا ہے:

عاصیاں از گناہ توبہ کند   عارفاں از عبادت استغفار

یعنی: گناہ گار لوگ تو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں مگر عارفین حق اپنی عبادت کو ناقص سمجھتے ہوئے معافی کے طلبگار رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں اولین کردار رزق کا ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ جسم جنت میں نہیں داخل ہوگا جس نے حرام غذا استعمال کی ہے۔ ایک دوسری حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے رزق حلال سے بہتر غذا انسان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ حرام و ناجائز غذا سے قلب انسانی جو تجلیات ربانی کا مسکن ہے وہ مردہ ہوجاتا ہے بے نور و بے سرور ہوجاتا ہے۔ حلال لقمے سے علم و حکمت کا ظہور ہوتا ہے سوز و گداز اکل حلال ہی کا ثمرہ و نتیجہ ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف جب تم دیکھو کہ غذا سے حسد وجلن غفلت و نادانی وغیرہ خبیث افعال کا ظہور ہورہا ہے تو ایسے لقمے کو حرام سمجھو۔ یہی وجہ ہے کہ اربابِ طریقت جو آیت کریمہ:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور احادیثِ مبارکہ:

العلماء ورثتہ الانبیاء: اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: کے صحیح معنٰی میں مصداق ہیں، ان کے یہاں سب سے پہلا درجہ اکل حلال کا ہے پھر صدق مقال۔ چناچہ ہر سالک خواہ وہ مبتدی ہو یا منتہٰی سب کے لیے ایسا لازم ہے کہ اس کے بغیر راہ طریقت پر چلنا یا اس کا مدعی ہونا خام خیال ہے۔

دانائے رموزِ شریعت واقف اسرارِ طریقت غواص بحر حقیقت و معرفت مقتدائے جملہ مشائخ حضور سیدی غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ از روئے خاندان ممتاز و منفرد ہیں، کیونکہ جس خاندان عالیشان کو نسبت وقرابت رسول کا شرف حاصل ہو، جس کے حق میں آیہ تطہیر نازل ہو، پھر اس مقدس گھرانے کی مثیل ونظیر کس طرح ممکن ہوسکتی ہے:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سرکارِ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مسلم ہے کہ جو جتنے اہم رتبے اور مقام پر فائز ہوا اس میں ویسے ہی کمالات، علم و حلم، صبر وشکر، تقوی و پرہیزگاری، زہد و ورع، امانت و دیانت، سخاوت و قناعت اعلی اخلاق و کردار جیسی دولتِ بے بہا بھی بدرجہ اتم موجود ہو بلکہ یہی باتیں اس کے حق میں اساس وکلید کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسی مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں غوث الثقلین نجیب الطرفین شیخ العالم غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زہد وورع اور ان کے فضل وکمال کا جائزہ لیں۔ مارے یہاں مشہور ہے کہ جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ سچ ہے انسان سے جوانی میں کبھی لغزشیں واقع ہوتی ہیں اس لیے کہ، الشاب شعبتہ من الجنون، جوانی جنون کا ایک حصہ ہے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مسلم ہے کہ جن نفوسِ قدسیہ پر خداوند عالم اپنا فضل فرمائے وہ ہرگز ہرگز نفس کی شرارتوں کا شکار نہیں ہوسکتے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ ماجد حضرتِ شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عالم شباب ہے وصول الی اللہ کی راہ پر گامزن ہیں شب و روز اپنے مقصودِ اصلی کے لیے سرگرداں ہیں ریاضت و مجاہدہ کی کٹھن راہ سے گذر رہے ہیں، فاقے سے کئی دن گزر گئے ہیں نفس الجوع الجوع کی صدا پیہم لگا رہا ہے اسی حالت میں دریا کے کنارے سے آپ کا گزر ہوتا ہے اچانک ایک سیب دریا میں بہتا ہوا نظر آیا آپ نے اسے اٹھاکر کھالیا، لیکن فوراً ہی دل میں یہ خیال گزرا کہ جو سیب میں نے کھایا ہے خدا جانے کس کا تھا، بلا اجازت کھانا اچھا نہیں چلو مالک کو تلاش کرکے اس سے معافی مانگی جائے۔ دریا کے کنارے جس جانب سے وہ سیب بہتا ہوا آیا تھا

iftikharahmadquadri@gmail.com

ادھر چل پڑے کچھ دور چلنے کے بعد ایک باغ نظر آیا آپ نے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے؟ بتانے والے نے حضرتِ عبد اللہ صومعی کا نام لیا، یہ حضرتِ عبد اللہ صومعی خود بلند پایہ خدا ترس بزرگ تھے۔ حضرتِ ابو صالح ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی چاہی، حضرتِ عبد اللہ صومعی اپنے نور فراست سے سمجھ گئے کہ یہ نوجوان اور نوجوانوں کی طرح نہیں ہے، انہوں نے پہلے یہ شرط پیش کی کچھ دنوں تک باغ کی رکھوالی منظور کی جائے پھر سیب کی معافی کی بابت کچھ کہا جائے گا۔ حضرتِ ابو صالح نے پوری امانت و دیانت داری کے ساتھ مدت معینہ تک باغ کی رکھوالی کی اور پھر باغ کے مالک سے معافی کے طلب گار ہوئے، مالک باغ نے کہا میری ایک لڑکی ہے جو لنگڑی، لولی، بہری اور گونگی ہے اس سے تمھیں نکاح کرنا ہوگا، سیب کی معافی کے پیش نظر حضرتِ ابو صالح نے بلا چوں چرا قبول فرمالیا، یہ ایسی شرط تھی کہ حضرتِ ابو صالح کی جگہ کوئی اور انسان ہوتا تو پاؤں تلے سے زمین کھسک جاتی لیکن قربان جاؤں ان نفوس قدسیہ پر جن کے یہاں آخرت کی ذلت و رسوائی کے خوف کے مقابلے ناپائیدار دنیا کی تکلیف و مصیبت آلام و مصائب اور ذلت و رسوائی کی کوئی وقعت ہی نہیں تھی آخرت کی فلاح و بہبودی اور خدا اور رسول کی رضامندی و خوشنودی سے زیادہ عزیز کوئی پونجی نہ تھی وہ کب اور کیوں کر اس شرط کو قبول نہ فرماتے۔

شب کو جب حجرہ عروسی میں تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں یہاں تو حسن و جمال کی پیکر بہت ہی حسین و خوبصورت صحیح و تندرست، سلیم الاعضا لڑکی بیٹھی ہے، فوراً ہی الٹے قدم واپس ہو کر مالک باغ حضرتِ عبد اللہ صومعی کی خدمت میں حاضر گزار ہوئے کہ شاید حجرے میں غلطی سے کوئی دوسری لڑکی چلی گئی ہے، حضرت عبد اللہ صومعی نے فرمایا میرے فرزند میں نے اپنی دختر نیک اختر کی جو صفات بیان کی تھیں ان کا مطلب یہ ہے کہ میری لڑکی نے اپنی نگاہوں سے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا ہے، کبھی ناجائز جگہوں کی طرف اپنا قدم نہیں اٹھایا ہے، کسی ممنوع چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوا، کسی ناجائز بات کو اپنے کانوں سے نہیں سنا، حق کے خلاف کبھی اپنی زبان نہیں کھولی، لہذا وہ اندھی، لولی، لنگڑی، بہری اور گونگی ہے، اب اندازہ کیا جائے کہ جب حضورِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کریمین کے تقویٰ و پرہیز گاری، زہد و ورع اور خوف خدا کا یہ عالم تھا پھر اس گلشن سے کھلنے والے پھول کا کیا عالم ہوگا، ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

بتولے باش پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

یہ امر مسلم ہے کہ ماں باپ کا اثر بچوں پر ضرور پڑتا ہے بچہ اپنے ماں باپ کا مجسم نمونہ ہوا کرتا ہے، یہی کچھ اسباب و وجوہ ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی ولادت سے وصال تک شریعت کی آئینہ دار رہی، آپ حیات ناپائیدار کی شب و روز میں ایک لمحہ کے لیے بھی جادہ مستقیم سے ذرہ برابر نہ ہٹے بلکہ آپ نے اتباع سنت کے سلسلے میں جبل استقامت بن کر ہر شیطانی منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور اپنے پیش رو کے لیے باعثِ صد افتخار اور قیامت تک آنے والے طالبان حق کے لیے مشعلِ راہ بن گئے اور بطن مادر سے ظہور فرماتے ہی اپنی ولایت و کرامت فضل و شرف کا اعلان فرمایا۔

منقول ہے کہ شعبان المعظم کی انتیس تاریخ تھی سورج اپنی منزل طے کر چکا تھا لوگوں کی نگاہیں افق پر لگی ہوئی تھیں لیکن بادل کے سبب چاند نہیں دیکھا جاسکا ہر طرف چاند کا چرچا تھا اہل ایمان متردد ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں؟ ادھر حضرتِ ابو صالح کے چاند دنیائے ولایت و کرامت کے سلطان نے اگلے روز طلوع صبح صادق سے پستان مادر سے منہ نہیں لگایا ہے آپ کی یہ بات لوگوں میں پھیلنے لگی حتیٰ کہ شدہ شدہ پورے گیلان میں یہ خبر عام ہوگئی کہ سادات کرام میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک ماں کا دودھ نہیں پیتا، یہ ہے حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع شریعت کا حال کہ بحالت شیر خوارگی بھی آپ نے روزہ نہیں چھوڑا۔ بلکہ دیگر اہلِ ایمان کو اپنے روزے سے چاند کی شہادت عطا فرمائی اور اپنے مادر زاد ولی ہونے کا اعلان کیا۔

اسی ایک واقعہ سے اچھی طرح یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا بچپن کتنا مقدس اور پاکیزہ گزرا ہوگا، آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد ماجد حضرتِ شیخ ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا، والدہ ماجدہ نے تربیت فرمائی اہل گیلان سے علومِ دینیہ حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا کہ آپ اپنی والدہ کے سامنے التجائے شوق لیے دست بستہ حاضر ہیں، امی جان اجازت ہو تو بغداد جا کر اپنے جد کریم مسیح دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وراثت حاصل کروں، والدہ رحمۃ اللہ علیہا کی عمر اس وقت تقریباً اٹھتر سال تھی لیکن اس کبر سنی کے باوجود خوشی کے ساتھ اجازت عطا کر دی اور چالیس اشرفیاں آپ کی صدری میں سی دیں اور ارشاد فرمایا بیٹا کیسی ہی مصیبت کی گھڑی سر پہ کیوں نہ کھڑی ہو لیکن جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔ ایک قافلے کے ہمراہ بغداد شریف کا ارادہ کر کے نکلے جب یہ قافلہ ہمدان سے کچھ آگے نکلا ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا، ایک ڈاکو حضور غوث الاعظم کی خدمت میں آیا اور پوچھنے لگا--- (باقی ص:44 پر)

مبلغِ اسلام کا اسلوبِ نگارش

مہتاب پیامی

مولانا عبد العلیم صدیقی ایک بہترین اسکالر، خطیب اور مبلغ ہی نہیں بلکہ ایک صاحب طرز قلم کار بھی تھے۔ آپ کی مطبوعہ تحریروں میں سے بعض درج ذیل ہیں:

عربی زبان میں:-

(۱) حقیقۃ المرزائین (2) جرائب الحج (2) المرأۃ۔

اردو زبان میں:-

(1) ذکر حبیب (2) کتاب تصوف (3) بہار شباب (3) صوت الحق (5) مرزائی حقیقت کا اظہار (6) احکامِ رمضان۔ (7) دیوبندی مولویوں کا ایمان۔

انگریزی زبان میں:-

(1) Elementary Teaching of Islam
(2) The principal of Islam
(3) Quest of the True Happiness
(4) How to Face communism
(5) Islam's Answer to the Challenge of Communism
(6) Women and their Status in Islam
(7) A Shavian and a Theologian
(8) The Forgotten path of knowledge
(9) Codification of Islamic Law
(10) How to Preach the Islam
(11) What is Islam
(12) Cultivation of Science by the Muslims

مسجد عبد العلیم صدیقی (سنگاپور)

مولانا عبد العلیم صدیقی اسلامی ادبیات میں اس قد آور شخصیت کا نام ہے جس نے اپنے اسلوبی اختراعات کو ادب کے ذخیرے میں شامل کیا۔ مولانا کی نثر جن کیفیتوں کی ترجمان ہے وہ دور حاضر میں بھی قدر اول کی چیز سمجھی جاتی ہے۔ ان کے خیالات کا معیار اتنا اونچا ہے کہ بڑے سے بڑا فلسفی بھی ان کی تقلید نہیں کر سکتا۔
ان کی انشا پردازی کا رنگ ان کے لفظ لفظ اور فقرے فقرے سے عیاں ہوتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انشا پردازی کا صحت منداور متوازن معیار ادب عالیہ میں شمار کیے جانے کا مستحق ہے جس میں بیک وقت عظمت وحسن کی آمیزش بھی ہوتی ہے اور جاہ وجلال کی پیکر تراشیاں بھی۔ دل کشی بھی ہے اور بے تکلفی بھی، سچ تو یہ ہے کہ ان کے اسلوب کے مختلف زاویے زبان کے دریچوں کو کھولتے چلے جاتے ہیں۔

جب انھوں نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا تو نہ صرف اسلامی تعلیمات کو عام کیا بلکہ دامن نثر کی زیبائش وآرائش بھی کی۔ وہ ایک دیدہ ور ادیب تھے، ان کی نگاہ عالمانہ تھی اور زبان وبیان پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ درج ذیل اقتباس میں مذکورہ تمام خوبیوں کو ملاحظہ کیجیے:

”سرکار دو عالم ﷺ کی تواضع کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ ایک ضعیف، بیمار، مسکین و ناچار حضور کے حجرے کے دروازے پر آیا۔ حضور اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ جو لوگ خدمت میں حاضر تھے، اس کے پھٹے پرانے کپڑے اور خستہ حالت کو دیکھ کر اس سے دور ہٹنے لگے۔

حضور انور ﷺ نے اسے بلایا، اپنے پہلو میں بٹھایا اور

اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ قریش کے کافروں میں سے ایک شخص نے حقارت کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ خدا کی شان وہ شخص اسی بیماری اور اسی تباہ حالی میں گرفتار ہوکر مرگیا۔" (ذکرِ حبیب، ص:114، 115، سنی تبلیغی جماعت، شمع نگر، بھیونڈی، 1987ء)

آپ کی سادہ اور اثر انگیز نثر کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیے:

"آپ نے سنا ہوگا، ملک مصر میں اسلام سے پہلے کفر کی حکومت تھی۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ بڑھا، ملک مصر بھی فتح ہوا۔ کفر کی جگہ اسلام کا علم لہرایا، شرک کی جگہ توحید کا چاند جگمگایا۔ مصر میں نیل ایک بڑا دریا ہے جیسے ہندوستان میں گنگا۔ اس پر وہاں کی کھیتی باڑی کا دار و مدار ہے۔ اگر اس میں زوردار پانی آئے، پانی کم آئے، قحط پڑجائے۔ مصر کے رہنے والے اس دریا کی عزت ہی نہیں پوجا کرتے اور ہر سال اس خاص انداز سے بھینٹ چڑھاتے کہ ایک سب سے زیادہ خوب صورت کنواری لڑکی کو سجاتے، زیور پہناتے، ڈولے میں بٹھاتے، برات بنا کر ڈھول باجے بجا کر دریائے نیل کے کنارے لاتے، چند روز خوب جشن مناتے اور آخر اس لڑکی کو خوب ساز و سامان کے ساتھ دھارے میں ڈال کر دریا میں بہاتے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ اگر دریائے نیل کو بھینٹ نہ دی جائے گی، دریا میں طغیانی نہ آئے گی، کھیتی کو پانی نہ ملے گا، قحط پڑے گا اور مخلوق تباہ ہو جائے گی۔ اسلام نے شرک مٹایا، کفر کی رسموں کو چھڑایا۔ مسلمان والیِ مصر نے حکم دیا کہ اب مصر پر خدا کی حکومت قائم ہوچکی، نہ بتوں کی پوجا ہوگی، نہ دریا پر بھینٹ چڑھائی جائے گی۔ ادھر اس بے ہودہ رسم کو روکا۔ اُدھر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سارا حال لکھا۔ حضرت نے والیِ مصر کے اس حکم کی تعریف کی اور دریائے نیل کے نام ایک تحریری فرمان بھیجا کہ "اے نیل کے دریا! اگر تو اپنی قوت اور طاقت سے بہتا اور رکتا ہے تو رک جا، ہمیں تیرے پانی کی ضرورت نہیں اور اگر خدا کے حکم سے بہتا ہے تو میں اسی اللہ (جل جلالہٗ) سے جو واحد و قہار ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کردے۔"

اس فرمان کو ڈولے کے بجائے دریا میں ڈالا گیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن، دریائے نیل اسی شان کے ساتھ بہہ رہا ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے۔" (ذکرِ حبیب، ص:101، 102)

مذکورہ اقتباس میں فکری قوت، تاریخی حقیقت اور منطقی توانائی کے ساتھ ساتھ اثر پذیری بھی پائی جاتی ہے جو قاری کو مرعوب کرلیتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی تحریروں کو امتدادِ زمانہ سے جو بقائے دوام حاصل ہوا، اس کا واحد سبب ان کا اسلوب ہے۔ وہ اپنے خالص علمی انکشافات اور تاریخی رازوں کی نقاب کشائی کی وجہ سے قاری کے ذہن و دل پر اچھے اثرات ثبت کرتے ہیں۔ ان کے یہاں ادیبانہ اور فاضلانہ قسم کا انداز بیان ہے جس میں ایک سنجیدہ، اقدار پرست شخصیت کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ وہ اپنی پرجوش اور مدلل خطابت اور تحریری پاروں کے ذریعہ قوم و ملت میں عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ اعلانیہ مثالوں کے ساتھ اپنی باتوں کو واضح کرنے کا فن خوب جانتے ہیں۔ درذیل اقتباس دیکھیے:

"To know the position of the human being in the world we have to observe and look to the whole universe. Right from the heavens to the earth we see the sun, moon and stars. On the earth we find the mineral kingdom. We observe that each element in this world, with the exception of the human being is working under certain natural laws and cannot violate such laws. The sun, the moon and the stars for example are tied to certain natural laws and their existence as inter-related bodies show that they are part of." *(Abdul Aleem Siddiqui, How to Preach Islam, P:4-5, Suni Youth Federation, Mumbai)*

ترجمہ: اس دنیا میں بنی نوع انسان کا مقام جاننے کے لیے ہمیں اس کائنات کا اچھی طرح مشاہدہ کرنا پڑے گا۔ آسمان سے لے کر زمین تک ہم مختلف اجزا اور اشیا کو دیکھتے ہیں، آسمان پر ہم سورج، چاند اور ستارے دیکھتے ہیں، زمین پر عالمِ جمادات، عالم نباتات اور عالم حیوانات کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے مشاہدے میں اس دنیا کی ہر چیز سوائے بنی نوع انسان کے بعض قوانین فطرت کے تحت اس طرح کام کرتی نظر آتی ہے کہ وہ ان کی خلاف ورزی نہیں کرسکتی مثلاً سورج، چاند اور ستارے بعض قوانین فطرت کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے باہم مربوط اجسام کا وجود یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس کا حصہ

ہیں۔" (تبلیغ اسلام کے اصول وفلسفہ: مترجم خورشید احمد سعیدی، ص:16)

حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی نے سادگی کو ایک آرٹ بنایا۔ یہ آرٹ بہت کم انشا پردازوں کے یہاں ملتا ہے اور جدید اسلوب نگارش میں سادگی پر بالخصوص زور دیا جاتا ہے۔ تصنع اور بناوٹ سے پاک عبارت میں اثر پذیری اور معنی آفرینی کے عناصر زیادہ ہوتے ہیں، حضرت مبلغ اسلام اس نکتے سے بخوبی واقف تھے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں اردو اور انگریزی اقتباسات پیش کیے گئے وہ تمام کے تمام سادگی اور پرکاری کا اعلیٰ شاہکار ہیں۔ اردو کی طرح انگریزی زبان میں بھی سادگی حضرت کا طرۂ امتیاز ہے۔ انگریزی عبارتیں گو اردو عبارتوں کے مقابلے خشک محسوس ہوتی ہیں لیکن زبان اتنی عام فہم ہے کہ معمولی انگریزی پڑھا لکھا بھی حضرت کے مافی الضمیر تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ ہم عربی نہیں جانتے کہ آپ کی عربی کتب پر تبصرہ کر سکیں مگر اردو اور انگریزی کتب کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر ہیں کہ یقیناً عربی تصانیف میں بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ آرٹ کے دل کش نمونے موجود ہوں گے اور روحوں کو تازگی اور شگفتگی سے سرشار کرتے ہوں گے۔ بلا شبہہ ان کی جملہ تصانیف تصنع سے پاک نظر آتی ہیں۔ یقین انھیں **"زندہ زبانوں کے امین"** کے لقب سے نوازا جا سکتا ہے۔

مبلغ اسلام کی لازوال تصنیف "ذکر حبیب" اپنی سادگی کے سبب ہی جمالیاتی اسلوب نگارش کا اعلیٰ نمونہ قرار پاتی ہے۔ "عرض اول" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"محبت جس کی ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہیں
زباں پر میری جز نام محمد اور کیا آئے

ذکرِ محبوب، جانِ اہل ایماں اور دردِ دلِ اہلِ محبت کا درماں، پیارے کی پیاری پیاری باتوں میں جولذت، وہ چاہنے والوں پر عیاں، پر محبوب بھی وہ محبوب جو نہ صرف محبوب خلق دو جہاں بلکہ محبوب وحبیب خالق کون ومکاں۔" (ذکر حبیب، ص:7)

جمالیاتی اسلوب نگارش ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس طرز نگارش کے لیے جس میں کیفیت و سرور کا ہر سامان موجود ہو اور نشاط کار کا ہر جز مکمل ہو۔ اردو، فارسی اور عربی کی حسین عبارتیں نگینے کی طرح جڑی ہوں، اس کے لیے فکر فلک پیما، وسعت مطالعہ اور مشاہدۂ فطرت کی دقیقہ سنجیوں کی ضرورت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"وہ نبیوں کے نبی، وہ رسولوں کے رسول اب صورت جسمانی اختیار فرما کر رونق افزائے عالم ہوتے ہیں، جن کے ذکر ولادت کی محفل خود خالق عالم نے عالم ارواح میں منعقد فرمائی۔ اس میں حاضری کی سعادت ارواح انبیا و مرسلین نے پائی، وہیں ان سے ان پر ایمان اور تصدیق کا وعدہ لیا۔ خود مالکِ عالم نے ان کی ختم نبوت پر اپنی شہادت کی مہر لگائی۔" (ذکر حبیب ص:64)

"گلشن دہر میں ظاہری بہار کا موسم ہے کہ حقیقی روحانی بہارِ بے خزاں کا ظہور ہونے والا ہے۔ ربیع الاول کا مہینہ ہے اور باختلاف روایات، 8، 9، 10 یا 12 تاریخ، صبح نورافروز دوشنبہ، بہار کا موسم، بہار کا وقت، عجیب وغریب پیارا پیارا، سہانا سماں، اِدھر ارواحِ انبیا، جماعت ملائکہ، حورانِ عین وارواح اولیاے مقربین سب کی طرف سے وکیل بن کر حضرت روح الامین غایت ذوق وشوق سے اپنی روحانی ونورانی زبان میں رطب اللسان۔" (ذکرِ حبیب، ص:65)

عبارات کی یہ چستی، ترکیبوں کی یہ دل آویزی، لفظوں کا یہ شرح وکشاد کانوں میں رس گھول رہا ہے۔ کیا مندرجہ بالا اقتباس اس بات کی غمازی نہیں کرتا کہ ایسا صاحبِ قلم جو اپنی لطافت طبع کے ساتھ اپنی تحریر کے ہر جملے اور ہر سطر میں بولتا نظر آئے، اس کا انداز نگارش اس کے مزاج کا آئینہ ہوگا۔ اگر بات یہ صحیح ہے کہ طرز نگارش مصنف کی شخصیت کا عکس ہوتا ہے تو اس کا پورا اطلاق "ذکر حبیب" پر ہوتا ہے۔ اس جمالیاتی اسلوب نگارش کا سب سے بڑا حسن فکر ونظر غواصی ہے جو گہرائیوں اور گیرائیوں میں ڈوب کر موتی نکال لاتی ہے اور ثابت کرتی ہے کی فکر اور نظر کا ساتھ چولی دامن کا ہے۔

اسلوب کی تشکیل میں زبان و بیان پر قدرت کا بڑا اہم رول ہوتا ہے۔ صاحب طرز نثر نگار نہ صرف نفسِ مضمون بلکہ زبان و بیان کی تمام باریکیوں پر بھی نظر رکھتا ہے کہ موضوع اور اسلوب ہم آہنگ ہو جائیں۔ مبلغ اسلام نفس مضمون کے ساتھ لفظوں کے نباض اور رمز شناس بھی ہیں۔ ان کے یہاں مضمون کی لالہ کاری بڑی حد تک لفظوں کے حسن اور فقروں کی جادوگری کی رہین منت ہے۔ وہ لفظوں کی نفسیات اور ان کے مزاج سے ایک ماہر طبیب کی طرح واقف نظر آتے ہیں اور اپنی بات بڑی آسانی سے کہہ گزرنے کے فن سے بھی آشنا ہیں۔ بات کڑی اور بڑی ہوتی ہے لیکن قاری کو احساس ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے شاید ہی تکلف سے کام لیا ہو۔

مبلغ اسلام بڑے اچھے سخن فہم اور سخن سنج بھی ہیں۔ ان کو رومیؔ، رضاؔ اور کافیؔ سے کافی ذہنی وابستگی ہے۔ انھوں نے ان کے بہترین اشعار منتخب کیے اور اپنی تحریر میں حلاوت، دل کشی اور دل آویزی پیدا کی۔ جو اشعار استعمال کے وہ تمام برمحل کہے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں ان کی کتاب ''ذکر حبیب سے چند منتخب اشعار پیش ہیں:

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
بھی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

وکمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

مبلغ اسلام کے اسلوب میں قطعیت بھی حسن کی حیثیت رکھتی ہے وہ اکثر و بیش تر ایسے جملے استعمال کرتے ہیں جن میں بات بالکل حتمی اور غیر مذبذب انداز میں کی گئی ہو۔ اس اسلوب سے کسی بھی مصنف کی ذہنی پختگی اور فکری خوداعتمادی کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے اسلوب کی ایک اہم خصوصیت ایجاز بھی ہے یعنی کفایتِ لفظی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ بات کہہ دی جائے، ان کے جملوں میں ایک جہان پوشیدہ نظر آتا ہے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی بنیادی طور پر ایک مبلغ تھے اور ایک مبلغ کو تبلیغ کے سلسلے میں براہِ راست عوام سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ اپنے مقام سے اتر کر عوام کے مزاج تک آنا پڑتا ہے۔ عوام کو اپنی باتیں سمجھانے اور بتانے کے لیے عام لب و لہجہ اور عام انداز اختیار کرنا پڑتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اپنی باتوں کو دلیلوں سے ثابت کرنا پڑتا ہے اور دلیلیں بھی ان حالات و واقعات سے اخذ کرنی پڑتی ہیں جو عوام الناس کے اردگرد ہوتے ہیں۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو مبلغ اسلام کا اسلوب نگارش دیگر مبلغین سے جدا نظر آتا ہے۔ وہ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے ماورائے حالات اور دنیا مثالیں اور دلیلیں پیش نہیں کرتے بلکہ عوام کے ماحول سے اخذ کرتے ہیں۔ دنیا میں پھیلی ہوئی خرافات مثلاً ٹی وی اور سنیما نیز ان کی کارکردگی کو دلیل اور مثال میں پیش کرنا آپ کا خاصہ ہے۔ آپ کی کتاب How to Preach Islam کا اردو ترجمہ ''تبلیغ اسلام کا اصول و فلسفہ'' کے عنوان سے ہو چکا ہے، یہ کتاب ایسے ہی عقلی دلائل کا انتہائی خوب صورت مجموعہ ہے۔ اس کے اسلوب میں جہاں ایک طرف عالمانہ شان پائی جاتی ہے وہیں دوسری طرف عمومی انداز بھی۔ ان دونوں نے ملا کر اس کتاب کو دو آتشہ بنا دیا ہے۔ مذکورہ کتاب کے ترجمے سے چند اقتباسات پیش کر کے ہم اپنی بات ختم کرنا چاہیں گے۔

رہنما اور رہنمائی کی ضرورت بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ہم دیکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان شروع ہی سے سیکھنے اور علم حاصل کرنے کی طرف میلان رکھتا ہے۔ مثلاً ایک بچے کی چیز کو جاننے کے لیے اسے پکڑنا اور گرفت میں لینا چاہتا ہے۔ وہ تجربے کو پسند کرتا ہے اور جوں جوں بڑا ہوتا ہے دوسروں سے سوال کرتا ہے۔ قدرتی طور پر وہ اشیا کا استعمال اور پھر ان کے فوائد جاننے کا خواہش مند ہوتا ہے تاکہ خود کو نقصان اور پریشانیوں سے بچا سکے۔ کچھ بچے آگ کو پکڑنا پسند کرتے ہیں لیکن ہم جو جانتے ہیں انہیں ایسا کرنے سے روک دیتے ہیں...... لیکن ہم کیسے جانتے ہیں؟ یا تو ہمیں خود آگ کا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے یا ہمیں کسی نے بتایا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک بچے کو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے ہی بنی نوع انسان رہنمائی کے لیے ضرورت مند ہوتے ہیں حتی کہ بالغ ہونے کے بعد بھی۔ یہ ایک فطری احتیاج ہے۔ ہر آدی کو مختلف اشیا کی خصوصیات کو جاننے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ فائدے حاصل کر سکے اور خود کو مصیبتوں سے بچا سکے، یہ جاننے کے لیے اسے کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے ایک شخص کا ہونا ضروری ہے جو اسے بتا سکے کہ کیا درست ہے اور کیا غلط۔ لوگوں کو کیسے پتا چلتا ہے کہ درست کیا ہے اور غلط کیا؟ وہ خود تجربہ کر سکتے ہیں یا دوسروں سے سیکھتے ہیں۔ ان دوسروں کو علم کیسے ہوتا ہے؟ انہوں نے خو بھی یا تو تجربات سے سیکھا تھا یا پھر دوسروں سے سنا تھا۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا ہے۔(تبلیغ اسلام کے اصول و فلسفہ، ص:17، 18)

تخلیق کائنات کی اولین شرط کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جس طرح انجن کے وجود سے پہلے اس کے موجد کا موجود ہونا شرط ہے اسی طرح اس کائنات کے خالق کا موجود ہونا واجب ہے جو اس کائنات کی تخلیق کے لیے اولین شرط ہے۔ پھر یہ کہ جس طرح اس کا وجود بلا شبہ یقینی ہے اسی طرح اس کا علم بھی یقینی ہے۔ جس طرح وہ از خود موجود ہے اسی طرح اس کا علم از خود ہے۔ وہ اس وقت بھی موجود تھا جب یہ کائنات نہ تھی۔ فنکار اس کا موجود تھا جب فن

پارہ نہیں تھا۔ اسی طرح جب تخلیق اور مخلوق نہیں تھیں خالق کو ان کا اور ان کے متعلقات کا علم تھا۔ صرف وہی جانتا ہے کہ اس نے کب اس کائنات کو پیدا فرمایا اور کیوں اس نے اس کام یعنی مخلوق میں تنوع پیدا کیا۔" (تبلیغ اسلام کے اصول وفلسفہ، ص28)

روحانیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس طرح ہم ریڈیو چلا کر دور دراز سے کی جانے والی باتیں سن سکتے ہیں، جس طرح ہم ٹیلی ویژن سیٹ کو چلا کر بعید سے آنے والی باتوں کو سن اور تصویروں کو دیکھ سکتے ہیں اور جو کچھ ہمیں کہا جا رہا ہوتا ہے اسے سمجھ لیتے ہیں اسی طرح ہم روحانی لہروں کو چلا کر جو کسی سمت اور جہت میں مقید نہیں ہوتیں، ان واقعات کو دیکھ اور سن سکتے ہیں جو بہت دور ماضی میں ہوئے تھے، حال میں ہو رہے ہوتے ہیں یا مستقبل میں ہوں گے۔" (تبلیغ اسلام کے اصول وفلسفہ، ص:43)

اور کتاب کے اختتام میں عذاب وثواب کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا اور زمین پر اپنے خلیفہ کی حیثیت سے بھیجا اس لیے وہی حساب لینے اور دیکھنے کا مستحق ہے کہ ہم نے اس کے احکامات کی پیروی کس حد تک کی۔ اگر دنیا میں ہم نے اللہ کو جاننے کی کوشش کی ہوگی تو آخرت میں ہمارے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔ وہاں اللہ کے انعامات اور نعمتیں ہوں گی۔ وہ اس کے صفات کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور اللہ کے بارے میں ان کا علم ترقی کے مزید مدارج طے کرے گا اور وہ اس کے حسن وجمال کے مزے لوٹیں گے جب کہ جو اللہ کو بھلا چکے ہیں جہنم میں ان کی دھلائی ہوگی، جب ان کی صفائی ہو جائے گی تو انہیں بھی جنت میں لایا جائے گا۔ لیکن جو کافر ہیں ان کے عذاب کی کوئی انتہا نہیں ہوگی، اپنے علم کی حد تک جتنا ہم تصور کر سکتے ہیں، کیوں کہ جہنم میں ان کی سزا دائمی ہوگی۔"

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی تحریروں میں جو انداز اور اسلوب اختیار کیا وہ قاری کے اطمینان قلب کے

لیے کافی ہے اور قاری کی ذہنی وسعت کے اعتبار سے ہے۔ ایک قلم کار کی کامیابی کی یہی دلیل ہے کہ وہ قاری کو مطمئن کر دے اور حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی اس میں مکمل طور پر کامیاب ہیں۔ ان کا اسلوب نگارش جدید اسلوب سے ہم آہنگ بھی ہے اور قدیم اسلوب کی دل پذیری، رعنائی اور جمالیات کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

(ص:39 کا بقیہ) لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں اس ڈاکو نے سوچا شاید یہ لڑکا مذاق کر رہا ہے اور آگے بڑھ گیا دوسرے ڈاکو سے چرچا کیا وہ لوگ بھی حضور غوث الاعظم کے پاس آئے وہی سوال وجواب ہوا ان ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو بتایا ڈاکوؤں کا سردار بھی آپ کے پاس آکر پوچھتا ہے لڑکے سچ سچ بتا کیا تمھارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں دیکھا گیا تو حقیقتاً چالیس اشرفیاں برآمد ہوئیں۔ یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کے حیرت کی انتہا نہ رہی، سردار نے پوچھا تم جانتے ہو ہم ڈاکو ہیں لوگ ہم سے اپنے مالوں کو چھپاتے ہیں پھر تم نے اپنی اشرفیوں کو کیوں ظاہر کر دیا؟ آپ نے فرمایا گھر سے چلتے وقت والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا تھا بیٹا کبھی جھوٹ مت بولنا لہذا میں نے تمہیں سچ سچ بتا دیا یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار بہت ہی متاثر ہوا اور کہنے لگا لڑکے تم نے اپنی ماں کی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی ہائے افسوس! میں نے برسہا برس سے اپنے خالق ومالک کی نافرمانی کی یہ کہتا ہوا آپ کے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کی جب اس کے ساتھیوں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے دیکھا تو وہ سب بھی یہی کہہ کر تائب ہو گئے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اپنے صالحین بندوں میں شامل فرمالیا۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ پہلا گروہ تھا جس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، اس واقعہ سے جہاں دیگر باتیں معلوم ہوتی ہیں وہیں یہ بھی اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم کس درجہ اپنی ماں کے فرماں بردار تھے ایسے وقت میں آدمی ہر بات کو بھول جاتا ہے صرف اور صرف جان ومال کی فکر رہتی ہے۔

آپ نے بغداد شریف پہنچ کر باقی علوم وفنون کی تکمیل فرمائی بہت سے علمائے متبحرین اجلہ محدثین وفقہائے کاملین سے اپنی تشنگی کو بجھایا یہاں تک کہ تاج قطبیت آپ کے سر رکھا گیا جس کا اظہار خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

درست العلم حتیٰ صرت قطبا   ونلت السعد من مولی الموالی

فراغت کے بعد آپ نے مکمل طور سے ریاضت ومجاہدہ کا عزم فرمایا اسی اثنا میں آپ جنگل وبیابان میں چلے جاتے مہینوں اور کبھی برسوں صحراؤں میں گشت کرتے درختوں کے پتے مباح گری پڑی چیزیں کھالیا کرتے اس دوران قسم قسم کے شیطانی حملے بھی مسلسل ہوتے رہے لیکن غوثیت کبریٰ کے مالک نے اپنے رب کے فضل وکرم سے ہر شیطانی وار کو ناکام بنا دیا اس کے باوجود حاشا وکلا آپ اوامر ونواہی شرع سے غافل نہ ہوئے کہ ان سے غافل ہونا ہی تو شیطانی وار اور اس کا مقصود ومطلوب۔

نقد و نظر

فضائل سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا- مختصر تاثر

از: مبارک حسین مصباحی

اس وقت ہمارے پیش نظر 40 صفحات پر مشتمل سیدۃ نساء العالمین حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے گراں قدر کتاب ہے، یہ مرقعِ جمیل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "الثغور الباسمة فی مناقب سیدتنا فاطمة " کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ مترجم ملک نیپال کے باشی، فاضل نوجوان محبِ گرامی حضرت مولانا محمد شمشاد عالم مصباحی دام ظلہ العالی ہیں۔ آپ نے فضیلت کے بعد تخصص فی الادب العربی بھی کیا، رہن سہن اور علم و اخلاق میں بلند ہیں۔ کب کس سے کس طرح ملا جاتا ہے اس میں بھی کمال رکھتے ہیں، مثبت سوچ اور تعمیری فکر و مزاج سے آراستہ ہیں، عربی اور اردو میں لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ موصوف نے سلیس ترجمہ کیا ہے، توضیح طلب مقامات پر حاشیہ میں صراحت کی ہے، اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کو دونوں جہان کی سرفرازی عطا فرمائے۔

امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی قدس سرہ کی ولادت 849ھ میں ہوئی اور وصال 911ھ ہے۔ والد ماجد کی وصیت کے مطابق آپ کی تعلیم و تربیت فقہ اسلامی کے نامور محقق اور حنفی محدث صاحب فتح القدیر امام کمال الدین بن الہمام کے زیر نگرانی ہوئی، آپ انتہائی ذہین اور حیرت انگیز قوت حافظہ رکھتے تھے، آپ نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن عظیم حفظ فرمایا۔ آپ مختلف علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہیں، آپ کی تصنیفات اور تالیفات کی تعداد 500 ہے۔

پیش نظر کتاب بھی اپنے موضوع پر بڑی اہمیت کی حامل ہے، ابتدا میں حضرت مصنف امام جلال الدین سیوطی نے دو سندوں کا ذکر خیر فرمایا ہے۔ حضرت فاطمہ کے نکاح کے سلسلہ میں وارد احادیث کا بیان، حضرت فاطمہ کے خصائل و فضائل، عمر مبارک اور وفات کا بیان، غسل و جنازہ کا بیان، ان احوال و کیفیات کے بیان میں بڑی احتیاط اور تدبر کا مظاہرہ فرمایا ہے۔

نکاح کے حوالے سے مصنف نے حسب ذیل روایات نقل فرمائی ہیں:

" ابن مندہ نے "المعرفہ" میں ذکر کیا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ کے ساتھ ہجرت نبوی کے ایک سال بعد ہوا، اور رخصتی بھی تقریبًا ایک سال بعد ہوئی۔ آپ سے حضرت حسن، حسین، محسن، ام کلثوم کبریٰ، اور زینب کبریٰ کی پیدائش ہوئی۔

"طبقات ابن سعد" میں بسند مرسل مروی ہے: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے پانچ مہینے بعد ہوا اور رخصتی جنگ بدر سے واپسی کے بعد ہوئی، اس وقت حضرت فاطمہ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی کی شادی جنگ احد کے بعد ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ساڑھے پندرہ سال تھی۔"(ص:20)

امام ابو داؤد نے بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کی، آپ نے فرمایا: جب حضرت فاطمہ سے حضرت علی کا نکاح ہوا، تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: فاطمہ کو کچھ دو! آپ نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: تمھاری حُطمی زرہ کہاں ہے؟

ابن سعد نے عکرمہ سے مرسلاً اس حدیث کی تخریج ہے اور ان کلمات کا اضافہ کیا ہے: "فأصدقها إياها ، وكان منها أر بعمائة درهم".

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حطمی زرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مہر کے طور پر دے دی، جس کی قیمت چار سو درہم تھی)۔(ص:22)

یہ بحث ہم نے اس لیے پیش کی ہے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی اتنی کم عمر میں کیسے ہوئی اس بحث کو ہم پہلے بھی ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور میں پیش کر چکے ہیں

فاعتبروا یا اولی الأبصار۔

ان مباحث کی ذیل میں ہم عرض کرتے ہیں بعض روایات میں 9 برس کی عمر میں بھی عقد مسنون کا ذکر آیا ہے جب کہ رخصتی بعد میں ہوئی۔ یہاں جو روایات منقول ہیں ان میں رخصتی کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف 18 برس تھی۔ اسی میں دوسری روایت ساڑھے پندرہ برس کی ہے۔ خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر مبارک 400 درہم تھا۔ یہ عہد حاضر کے لیے بھی ایک سبق ہے، اللہ تعالی ہم سب کو اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب ہم سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک امتیازی خصوصیت نقل کرتے ہیں:

”شیخین نے کئی طرق سے حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: بنو ہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علی سے کر دیں، میں اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، ہاں، اگر علی بن ابی طالب چاہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے شادی کر لیں۔

میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن اللہ کی قسم رسول اللہ اور عدو اللہ کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

ایک روایت میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ میرے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے، جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے مجھے تکلیف دیتی ہے، جو چیز اسے بے چین کرتی ہے وہ مجھے بے چین کرتی ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کے دین میں کوئی فتنہ ڈالا جائے۔“

(ص:25،26)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال جلد ہی ہو گیا تھا اس لیے آپ سے مروی احادیث کی تعداد 9 ہے، آپ سے چند اشعار بھی منسوب ہیں جنھیں مصنف نے نقل فرمایا ہے اور مترجم نے ان کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔

مختصر یہ کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے شمار فضائل و مناقب کی حامل ہیں، خاص اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ آپ کے فرزند ارجمند شہید معظم حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہید اعظم حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل پاک جاری ہوئی۔ آج پوری دنیا میں جو ساداتِ کرام پائے جاتے ہیں وہ یا تو حسنی ہیں یا حسینی یا قران السعدین۔ یہ انفرادیت ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ کی دختر نیک اختر سے آپ کی نسل جاری ہوئی۔ اللہ تعالی ان تمام اہل بیت پر اپنے خصوصی فضل و کرم کی بارش فرمائے اور ہمیں ان کی غلامی کی چھتر چھایا میں قبر و حشر کی منزلوں سے گزارے۔

ہم حد درجہ مبارکباد پیش کرتے ہیں محب گرامی حضرت مولانا محمد شمشاد عالم مصباحی زید فضلہ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ ان سے فکر و قلم، دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس کی تاحیات اعلیٰ سے اعلیٰ خدمات لیتا رہے اور پیش نظر کتاب کو مقبولیت کی بلندیوں پر پہنچائے۔ آمین۔ ☆☆☆

اشرفیہ کلینڈر 2023

شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے شائقین سے اپنی کاپیاں جلد از جلد بک کرا لیں۔

رابطہ

منیجر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی) 276404

Contact No. 9935162520

Email – ashrafiamonthly@gmail.com

خیابان حرم

مناقب

سمندر یقین کا

چشمہ وہ معرفت کا سمندر یقین کا
جو زندہ کرنے والا ہے آقا کے دین کا

تیغ نظر سے قتل ہوئی گمرہی بھی خوب
رتبہ بھی رہزنوں کو ملا عارفین کا

ہیں غوث پاک منزل عرفاں کے راہبر
ہے پیچھے پیچھے قافلہ سب عارفین کا

ولیوں میں غوث پاک کا ہے مرتبہ وہی
رتبہ ہے جو فرشتوں میں روح الامین کا

غوث الوری کی ذات پہ ایسا یقین ہے
نجدی بھی قتل کر نہ سکے جس یقین کا

ایک ایسے ماہتاب ولایت ہیں غوث پاک
ہے جس میں نور طیبہ کے مہر مبین کا

کرتے ہیں مہر وماہ ستارے فلک بھی رشک
وہ مرتبہ ہے غوث تمھاری زمین کا

ولیوں کی صف میں برتر و بہتر ہے جو شفیقؔ
یہ کمترین بھی ہے اسی بہترین کا

شفیق رائے پوری

غوث پاک

اللہ کے رسول کے مظہر ہیں غوث پاک
زہرا کا چین بازوے حیدر ہیں غوث پاک
خوشبو سے انکی کیوں نہ معطر ہو کل جہاں
گلزار فاطمہ کے گل تر ہیں غوث پاک
آئے بہت سے اولیاء اس دہر میں مگر
سب سے حسین افضل و بہتر ہیں غوث پاک
تیری عطا سے نام رضا سنتے ہی شہا
نجدی وہابی کانپتے تھر تھر ہیں غوث پاک
کیوں فکر کر رہا ہے تو میدان حشر کی
سن تیرے واسطے وہاں احمؔر ہیں غوث پاک

عبدالقادر رضوی احمر جبل پوری

نور احمد کی ضیا غوث الوری

مظہر نور خدا غوث الوری
نور احمد کی ضیا غوث الوری
تاجدار انبیاء سرکار ہیں
تاجدار اولیاء غوث الوری
کیا تمھیں یہ بھی خبر ہے مشکلو
ہیں مرے مشکل کشا غوث الوری
فضل رب سے شاد ہیں آباد ہیں
آپ کے در کے گدا غوث الوری
آئے فیصل وہ مری امداد کو
جب پکارا میں نے یا غوث الوری

فیصل قادری گنوری

اجڑے ہوئے دیار بساتے ہیں غوثِ پاک

جب جب نقاب رخ سے ہٹاتے ہیں غوث پاک
اجڑے ہوئے دیار بساتے ہیں غوث پاک

دربار غوثیت میں جو جھکتا ہے باادب
معیار اس کے قد کا بڑھاتے ہیں غوث پاک

اللہ کی قسم وہ بڑے خوش نصیب ہیں
روضے پہ جن کو اپنے بلاتے ہیں غوث پاک

تاریخ ہے گواہ کہ بچپن کی عمر سے
بھٹکے ہوؤں کو راہ پہ لاتے ہیں غوث پاک

جب بھی سوالی آتا ہے دربار غوث میں
سرمایہ دار اس کو بناتے ہیں غوث پاک

افسردہ دل میں ہوتا ہے اک عید کا سماں
عاشق کو اپنے یاد جب آتے ہیں غوث پاک

جس کا خمار جا نہیں سکتا ہے عمر بھر
وہ معرفت کا جام پلاتے ہیں غوث پاک

ساحر کلکتوی

آہ! آسمانِ نعت کا ایک روشن ستارہ غروب ہو کر ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا

(ممتاز نعت نگار الحاج محمد حنیف نازش قادری کی رحلت پر چند آنسو)

سوگوار قلم: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین -

کل نمازِ فجر کے بعد جوں ہی اوراد و وظائف سے فارغ ہوا تو حسبِ معمول وٹس ایپ کے مختلف گروپوں کو ایک نظر دیکھا تو ماہ نامہ "کاروانِ نعت" لاہور گروپ میں یہ افسوس ناک خبر سامنے آئی:

"دنیائے نعت کا عظیم نام حضرت حفیظ تائب علیہ الرحمۃ کے شاگرد، استاذِ گرامی قدر الحاج حضرت محمد حنیف نازش (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون".

یہ روح فرسا خبر پڑھنے کے بعد ناچیز ہیچ مدان نے ان کے شاگردِ رشید حافظ عبد الغفار واجد سے رابطہ کیا تو ان کی جانب سے نہایت ہی غم و الم آواز میں یہ پریشان کن پیغام سننے کو ملا:

"جی جی، شاہ جی! السلام علیکم!

استاذِ گرامی واقعی اب ہم میں نہیں رہے، وہ کچھ دنوں سے علیل تھے اور رات کو پمز اسپتال لے جایا گیا تھا، جہاں سے وہ داغِ مفارقت دے گئے، شام کو پانچ بجے ان کی نماز جنازہ ایچ 11 کے قبرستان میں ادا ہو گی"۔

الحاج محمد حنیف نازش قادری رحمۃ اللہ علیہ دنیائے نعت میں کسی بھی تعارف کے محتاج نہیں، آپ 1935ء میں ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے قصبے ککومال میں اس دنیائے آب و گل میں تشریف لائے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی شیخ رحمت اللہ اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سائرہ بی بی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔ آپ کے والدین نیک سیرت، سادہ مزاج اور انتہائی شریف النفس تھے۔ آپ کے والدین کی یہ تعلیم و تربیت کا ثمرۂ شیریں ہی ہے کہ ان کے اس فرزندِ ارجمند نے محبوبِ کائنات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدحت سرائی میں اپنی زندگی گزار دی۔ الحمد للہ

بچپن ہی سے آپ پر دینی رنگ غالب رہا۔ آپ ابھی بارہ سال ہی کے تھے کہ قیامِ پاکستان کے اعلان کے بعد آپ کا خانوادہ ہجرت کر کے پہلے بدوملہی اور پھر کامونکی میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ ایم بی ہائی سکول کامونکی میں داخل ہوئے۔ وہاں مڈل کے امتحان میں سکول کی تاریخ میں وظیفہ حاصل کرنے والے اولیں طالب علم ثابت ہوئے۔

1954ء میں آپ نے نویں جماعت میں داخلہ لیا اور اسی سال آپ کی ازدواجی زندگی کا بھی آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات دختران اور تین فرزندان سے نوازا۔ جن میں سے پہلا بیٹا چودہ سال کی عمر میں آپ کو داغِ مفارقت دے گیا۔

محمد حنیف نازش قادری کو بچپن ہی سے والدین کی جانب سے ذوقِ مطالعہ ودیعت کر دیا گیا تھا۔ آپ اپنا جیب خرچ جمع کرتے رہتے اور جب دو چار کتابوں کی قیمت اکٹھی ہو جاتی تو کتابیں خرید لیا کرتے اور پھر ان کے مطالعہ میں منہمک ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کو اوائل عمری میں ہی اہل سنت کے نامور علما و مشائخ سے نیاز مندی اور صحبت رہی ہے۔ ان میں علامۂ زماں مولانا لطیف احمد چشتی (کامونکی)، محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد (فیصل آباد)، غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی (ملتان)، سلطان الواعظین علامہ ابو النور محمد بشیر کوٹلوی (سیالکوٹ)، مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی (لاہور)، خطیب دوراں علامہ عارف اللہ قادری میرٹھی (راولپنڈی)، حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی (گجرات)، فخر السادات سید فیض الحسن شاہ آلو مہاروی (سیالکوٹ)، فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی (بہاول پور) اور فقیہہ دوراں علامہ مفتی محمد امین الدین بدایونی (کامونکی) رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان علماء و مشائخ کی صحبت سے آپ کی شخصیت میں ایسا نکھار آیا کہ آپ عرب شریف کے شہر جدہ شریف میں فخر السادات پیر سید عبد المعبود گیلانی قدس سرہ النورانی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ اور پھر آپ برملا فرماتے تھے:

زائر بھی ہوں حاجی بھی ہوں مداحِ نبی بھی
جو کچھ بھی ہوں، مرشد کی دعاؤں سے ہوا ہوں

1984ء میں پچاس سال کی عمر میں آپ اچانک ایسے شدید بیمار ہوئے کہ چلنے پھرنے سے قاصر ہو گئے۔ اس شدید علالت میں آپ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں یوں عرض گزار ہوئے:

اس کا دست مرمریں دستِ شفاعت ہو جائے گا

زہر بھی دے گا تو وہ آبِ بقا ہو جائے گا

چنانچہ آپ شفایاب ہوئے اور ایک نعت شریف کے مقطع میں اس کا اظہار بھی کچھ یوں کیا:

توجہ ہو گئی آقا کی نازش   مرے کام آ گیا بیمار ہونا

بس پھر کیا تھا کہ آپ نے غزلیہ اور مزاحیہ شاعری کو یک دم چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو صرف نعت ہی کے لیے وقف کر دیا:

جی میں ہے نازش کہ اب لکھیے تو بس نعت نبی
ذہن پر کیوں ڈالیے نظموں کا افسانوں کا بوجھ

اشعار کی آمد ہوتی گئی اور نعتیہ کلام موزوں ہوتا گیا۔

نعتیہ مجموعے ترتیب پاتے گئے اور شائع ہو کر سامنے آتے گئے۔

1996ء میں آپ کا پہلا نعتیہ مجموعہ "سخن سخن خوشبو" چھپ کر سامنے آیا اور نعتیہ خوشبو سے جہان نعت کو معطر کر گیا۔

2003ء میں آپ کے دوسرے مجموعے "آبرو" نے شائع ہو کر آپ کی عزت و آبرو کو چار چاند لگائے۔

2007ء میں پنجابی زبان میں آپ کا تیسرا مجموعۂ نعت "حدوں ودھ درود نبی تے" منظر عام پر آیا اور جہان درود و سلام میں ترغیب درود و سلام کا باعث بنا۔

2014ء میں آپ کا چوتھا مجموعۂ نعت "نیاز" اشاعت پذیر ہوا جس میں سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں نیاز مندی کا اظہار کیا گیا ہے۔

2017ء میں آپ کا پانچواں مجموعۂ نعت "نعت ہوتی رہے" طبع ہو کر سامنے آیا جس سے آپ کے جذبات نعت مترشح ہیں۔

2019ء میں آپ کا چھٹا مجموعۂ نعت "نعت ہوئی" منصۂ شہود پر آیا جس میں آپ نے اپنے نعتیہ کلام پر تحدیث نعمت کے طور پر شاعرانہ تعلی کا اظہار کیا۔

ساتواں مجموعۂ نعت "نعت کہتے رہے" ابھی زیر طبع ہی تھا کہ آپ نعت کہتے کہتے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

2013ء میں حافظ عطیہ رفیق نے آپ کے نعتیہ کلام کا ایک انتخاب "کلام نازش" بھی ترتیب دے کر مکتبہ زین العابدین لاہور سے شائع کروا کر عام کیا تھا۔

الحاج محمد حنیف نازش قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک قادر الکلام اور زود نویس نعت گو شاعر تھے۔ آپ نے عشق رسالت مآب ﷺ میں ڈوب کر نعت لکھی ہے۔ آپ کی ہر نعت کے ہر مصرع ہی سے جذبۂ حب رسول ﷺ کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں جن سے اس حقیقت کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔

جالیوں کے سامنے جلدی نہ کر
وہ ہیں نازش مہرباں آہستہ چل
اور تو کوئی عمل پاس نہیں ہے نازش
نعت لکھوا کے بناتے ہیں گنہگار کی بات
ہے ناز مجھے نسبت حسان پہ نازش
وہ نعت کا سورج ہیں میں چھوٹا سا دیا ہوں
خواہش ہے کہ اب جا کے نہ لوٹوں میں وہاں سے
نازش مجھے تقدیر جو دکھلائے مدینہ
جب کوئی ہم سے طلب کرتا ہے تحفہ نازش
ہم اسے نعت کے اشعار سنا دیتے ہیں
ویسے بھی موت آئے گی اک روز تو ضرور
دروازۂ نبی پہ قضا کتنی خوب ہے
نازش غزل ہو، گیت ہو، نغمہ ہو، نظم ہو
ان سب میں مصطفیٰ کی ثنا کتنی خوب ہے
یا رسول اللہ! اب نازش کو بلوا لیجئے
آپ کی نعتیں پڑھے باب حرم کے سامنے
میں کہاں اور کہاں نعت پیمبر نازش
غیب سے سارے مضامین ہوئے ہیں موصول
کیوں روز نئی نعت نبی لکھوں نہ نازش
صد شکر ہنر پاس ہے، قرطاس و قلم پاس
نعت لکھنے کو رواں ہوتا ہے خامہ نازش
روح جب آ کے مری شاہ زمن چھوتے ہیں

کسی نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ دل سے جو نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، آپ کے نعتیہ کلام میں بھی آپ کی ہر آرزو اور خواہش دل ہی سے نکلی ہے تب ہی تو آپ کے کلام کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوا ہے۔ یہاں آپ کے وہ نعتیہ مصرعے بھی ملاحظہ کرتے چلیں جنہیں عوامی سطح پر بھی بے مثال پذیرائی ملی ہے:

حشر میں جب ان کو سجدے سے اٹھایا جائے گا
عمر بھر سرکار کی ہم گفتگو کرتے رہے
وہ جو چاہیں چاند کو توڑیں انہیں اختیار دیا گیا
پھر در احمد مختار تک آ پہنچا ہوں
مرے نبی دی قیل قال چال ڈھال روشنی

بس یوں سمجھیے کہ الحاج محمد حنیف نازش قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری ایک وسیع و عریض گلستانِ نعت ہے۔ جس میں رنگا رنگ گلہائے

عقیدت و محبت کھلے ہوئے ہیں۔ اس چمن نعت کی ہر کلی شگفتہ اور ہر پھول نورستہ ہے، جس نے بھی نازش قادری کے سجائے گئے اس گلستانِ نعت کی سیر کی تو پھر وہ محویت میں ایسا منہمک ہوا کہ وہ اس کے بارے میں رطب اللسان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ یہاں صرف ان چند نعت گو اساتذہ کے جذبات کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے اس گلستانِ نعت کی سیر کی ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید: ان کا نعتیہ آہنگ شیفتگی اور سرشاری لئے ہوئے ہے، ان کی بحریں رواں دواں اور مترنم ہیں جو ان کے باطنی غنائی لب ولہجہ کی عکاس ہیں۔

افتخار عارف: حنیف نازش نے جمالیات شعر کے ساتھ ساتھ نعت کے قرینے سامنے رکھ کر اظہار کی منزلیں طے کی ہیں۔

ڈاکٹر عاصی کرنالی: نازش صاحب کے یہاں جذبہ و خیال کی نجات و لطافت تو ہے ہی، زبان و بیان اور اسلوب و ادا کے محاسن بھی جلوہ نما ہیں۔ وہ دلگدازی اور بے ساختگی کے ساتھ متنوع موضوعات و مضامین کو ادا کرنے کی صلاحیت و مہارت رکھتے ہیں۔

صائم چشتی: گویا ان کی نعت قدیم و جدید نعتیہ شاعری کا حسین و دل نشین امتزاج ہے۔

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد: نازش ہوراں دی نعت وچ فکر وی ڈھونگھائی، فن دی اچائی، جذبیاں دی حدت، عقیدیاں دی شدت، رسول کریم ﷺ نال محبت و مدینہ پاک نال الفت تے دین اسلام دی خدمت سبھے کجھ موجود اے۔

پروفیسر محمد اکرم رضا: مبارک دے مستحق نیں محمد حنیف نازش قادری جنھاں عشق دیاں بلندیاں تے فنی لوازم دے توازن نال ایہہ نعت کدہ آباد کیتا۔

راجا رشید محمود: محمد حنیف نازش قادری نوں حضور پاک ﷺ نے اپنی جو محبت عطا کیتی اے، نعت لکھن دا جو ول تے شاعری دا جھاں سہپن بخشیا اے، اردو، پنجابی، دوآں زباناں وچ اوہناں خوبیاں دا رہند کھوہند ای مینوں مل جائے تے میں وڈا شاعر بن جاواں۔

الحاج محمد حنیف نازش قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش صفت نعت گو شاعر تھے۔ آپ کی ساری زندگی جہد مسلسل اور سادگی و درویشی سے عبارت تھی۔ آپ انتہائی مہمان نواز اور ملنسار تھے، انہیں جب معلوم ہوا کہ ناچیز ہیچ مدان نے برھان شریف ضلع اٹک میں اپنے غریب خانے پر مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م:1340ھ/1921ء) کی یاد میں "امام اہل سنت لائبریری" کی تزئین و آرائش مکمل کرلی ہے تو آپ نے اپنے چہیتے شاگرد حافظ عبدالغفار واجد کے ذریعے مجھ تک اپنا پیغام پہنچایا کہ آپ مجھے ملیں اور میری نعتیہ کتابیں بھی اپنی قائم کی گئی لائبریری کے لئے لے جائیں۔ چنانچہ راقم ایک دن آپ کے ہاں حاضر ہوا تو آپ نے علالت کے باوجود سیادت کی وجہ سے نہایت ہی والہانہ انداز میں مجھ ناچیز ہیچ مدان کا استقبال فرمایا، مشروبات، چائے بسکٹ وغیرہ سے آپ نے فقیر کی تواضع فرمائی، پھر مختلف موضوعات پر گفت وشنید ہوئی، آپ ماضی کے دریچوں میں کھو کر رہ گئے کہ اپنی کتاب زیست کا ایک ایک صفحہ کھول کر میرے سامنے رکھتے گئے، آپ کی دل نشین باتیں میرے کانوں میں رس گھولتی رہیں اور آپ کی باتوں سے مہر و وفا کی خوشبو آتی رہی۔ آخر میں آپ نے اپنی موجودہ کتابیں اپنے دستخطوں سے راقم کو عنایت فرمائیں۔۔ اللہ اللہ! کتاب شناسی، کتاب دوستی اور پھر مہر و وفا کی ایسی مثالیں بہت کم کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ بعد میں بھی فقیر دو بار آپ کی بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوا اور آپ کو سراپا عجز وانکسار پایا۔

2008ء سے یہاں واہ کینٹ گلستان کالونی میں بچوں کے روزگار کے سلسلے میں قیام پذیر تھے۔ ایک جواں بیٹا اور اہلیہ پہلے ہی داغ مفارقت دے گئے تھے۔ آپ کچھ عرصہ سے علیل تھے کہ جمعرات کو اچانک آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی، آپ کو پمز اسپتال اسلام آباد میں داخل کرایا گیا علاج معالجہ کرایا گیا لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

11 صفر المظفر 1444ھ/16 ستمبر 2022ء بروز جمعہ المبارک عین سحری کے وقت آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شام کو پانچ بجے ایچ گیارہ اسلام آباد کے قبرستان میں آپ کی نماز جنازہ ادا ہوئی اور آپ اسی قبرستان میں محو خواب ہوگئے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

آپ کی وفات حسرت آیات سے جہان نعت کی اداسی ایک فطرتی عمل ہے۔ ہم ایک منفرد لب ولہجہ کے نعت گو شاعر سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئے ہیں۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کے بے شمار تلامذہ، سات دختران اور دو فرزندان محمد فاروق اور محمد ہارون رہ گئے ہیں۔ ہم ان سب کے دکھ درد میں شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی ﷺ کے طفیل آپ کی بخشش فرما کر آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے اور ہم سب کا بھی خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین۔

شریک غم۔ احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

صداے باز گشت

شادو آباد رہیں قدرداں میرے

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب

صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ناچیز ہیچ مدان کو گزشتہ ڈیڑھ دو ہفتے سے ڈینگی وائرس نے نہایت بری طرح دبوچ رکھا ہے۔ بخار 104 تک پہنچ چکا ہے، علاج معالجہ نہایت تیزی سے جاری ہے۔ آج کچھ آنکھ کھلی تو آپ کی یاد "باغ بہاراں" بن کر سامنے آئی اور ساتھ ہی ناچیز ہیچ مدان کے بارے میں "الاشرفیہ" میں مقالہ کی تیسری قسط بھی دیکھنے کو ملی۔ بہت بہت بہت شکریہ جزاک اللہ خیرا کثیرا کثیرا۔

شادو آباد رہیں قدرداں میرے

بس ناچیز ہیچ مدان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ جلدی صحت یابی ہو سکے۔ تمام حلقۂ الاشرفیہ کی خدمت میں فقیر کا نیاز مندانہ سلام بھی حاضر فرمادیں۔ والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

29 صفر المظفر 1444ھ/26 ستمبر 2022ء

اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت وشفا سے سرفراز فرمائے

بخدمت اقدس حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم القدسیہ۔ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

آپ کی طبیعت کی ناسازی کی خبر پاکر بے حد افسوس ہوا اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے آپ کو صحت وعافیت سے سرفراز فرمائے آمین۔

آپ تو نسل پاک حضور ﷺ کی انتہائی حسین اور بافیض یادگار ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ آپ سے بہت خوش ہیں اسی لیے آپ سے اپنے دین وسنیت کی خوب خوب خدمت لے رہے ہیں۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نظر بد اور ہر قسم کے مرض سے مکمل صحت وشفا سے نوازے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوت والتسلیم۔

آپ کا اپنا

احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

خادم التدریس والصحافہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

ہماری علالت کے دوران دو قریبی خواتین کا انتقال پر ملال

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام زید مجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ناچیز ہیچ مدان کو ڈیڑھ ہفتے سے ڈینگی وائرس نے دبوچا ہوا ہے اور بخار کی شدت اور حدت بھی 104 تک پہنچی ہے۔ علاج معالجہ جاری ہے، اسی دوران میں خاندان میں دو قریبی خواتین کے انتقال پر ملال نے بھی تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

میری علالت کی خبر جوں جوں پھیلتی گئی احباب بیمار پرسی کے لئے تشریف لاتے رہے اور میری ڈھارس بندھواتے رہے۔ دور کے مخلصین اور محبین کی دعائیں بھی اپنا اثر دکھا رہی ہیں۔ الحمد للہ، ناچیز ہیچ مدان موت کی دہلیز سے ہو کر واپس آرہا ہے۔ سب مخلصین اور محبین کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل میرے سب احباب کو ہمیشہ شادو آباد اور بامراد رکھے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین

دعاگو و دعاجو

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

27 ستمبر 2022ء

آپ عزیمت واستقامت کے جبل شامخ ہیں

بخدمت اقدس حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

دامت بر کاتہم القدسیہ۔ وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ

آپ کی بیماری کا علم تو اس سے قبل کے مکتوب گرامی سے ہو گیا تھا اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گا کہ آپ کو صحت وعافیت سے سرفراز فرمائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔۔۔ انتہائی غم اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آپ کے خاندان کی دو خواتین کا وصال پر ملال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب کوئی دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کی جدائی کا غم اس کے قریبی حضرات کے دل و دماغ پر بہت شدید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ اور بلند ترین مقام عطا فرمائے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی شفاعت کبریٰ ان کا مقدر بنائے آمین۔

اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے گا ابھی تو آپ کو بہت زیادہ دین وسنیت کی خدمات انجام دینا ہے۔ پاک پروردگار اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کے طفیل آپ سے بڑی اہم اور زریں کارنامے سر انجام دینے کی توفیقات سے سرفراز فرماتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عزیمت واستقامت کا جبلِ شامخ بنایا ہے اور ختم نبوت کا تحفظ اور ناموس رسالت کی پاسبانی آپ کے فکر وقلم کا خاص موضوع ہے۔ عشقِ رسولِ کریم ﷺ کی دولت آپ کو بزرگوں اور خاص طور پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے ملی ہے، اسی لیے گدائے کوے مدینہ لکھنا باعثِ فخر تصور فرماتے ہیں۔ ہم جیسے لوگ سوچتے رہ جاتے ہیں اور آپ کر کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین، یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

دعاؤں کا محتاج۔ آپ کا اپنا

احقر: مبارک حسین مصباحی غفی عنہ

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اس کائنات رنگ وبو میں وہ دل افروز ساعت افضل ترین ہے جس میں ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا ﷺ کی جلوہ گری ہوئی ہے۔ ہم سب کو اپنے عہد وفا کا پاس کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات کو دل وجان سے قبول کرتے ہوئے اپنی حیات مستعار گزارنی چاہیے اور آپ کی خاتمیت و جامعیت اور ناموس پر پہرہ دیتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دینی چاہیے۔ گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

مجلہ خاتم النبیین ﷺ کے دوسرے شمارے کے مجوزہ عناوین

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید واثق ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ، سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کا پہلا شمارہ نہایت آب وتاب سے مطلع صحافت پر طلوع ہو گیا ہے۔ اب اس کے دوسرے شمارے کی تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ آپ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کے دوسرے شمارے کے لئے درج ذیل عنوانات میں سے کسی پر ایک آدھ مقالہ ضرور لکھ دیں۔

(1) "فتنۂ انکار ختم نبوت اور قادیانیوں کا "لاہوری گروپ"

(2) لاہوری قادیانیوں کے عقائد ونظریات اور تحفظ ختم نبوت

(3) مرزا محمد علی لاہوری کی تفسیر کا تجزیاتی مطالعہ

(4) سوشل میڈیا پر قادیانی مہم اور ہماری غفلت

(5) قادیانیوں کی تحریک ارتداد اور ہماری ذمہ داریاں

(6) مغربی دنیا میں فتنۂ قادیانیت اور ہمارے علماء ومشائخ

(7) ختم نبوت کے تحفظ میں بنگلہ دیش کے سنی علماء ومشائخ کا کردار

(8) ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں

(9) سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی کتابوں میں "عقیدہ ختم نبوت"

(10) عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ۔۔۔ منزل بہ منزل

(11) سکولوں اور کالجوں میں ہمارا تعلیمی نصاب اور عقیدۂ ختم نبوت

(12) ہمارے اسلامی مدارس کا تعلیمی نصاب اور عقیدۂ ختم نبوت

(13) انگریزی زبان میں ختم نبوت کے تحفظ میں لکھی گئی کتابیں

(14) فارسی زبان میں ختم نبوت کے تحفظ میں لکھی گئی کتابیں۔۔۔

وغیرہ وغیرہ

یا اپنے اپنے خطہ/علاقہ/تحصیل/ضلع کے سنی علما ومشائخ کا عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں کردار کو بھی مقالہ کی صورت میں پیش فرماسکتے ہیں۔ یا۔ پھر فتنۂ قادیانیت کے رد میں اور ختم نبوت کے تحفظ میں لکھی گئی کسی بھی سنی قلمکار کی لکھی گئی کتاب کا تعارف و تبصرہ بھی پیش کرسکتے ہیں۔

امید واثق ہے کہ آپ کسی ایک موضوع پر ضرور خامہ فرسائی فرمائیں گے۔ اس حوالے سے اپنی گراں قدر آراء سے بھی ضرور نوازیں۔

اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی

برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

(4 ربیع الآخر 1444ھ/1 نومبر 2022ء

مندرجہ ذیل عناوین پر بھی مضامین ہوں تو کیا ہی اچھا ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

الحمدللہ رب العالمین علی احسانہ، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ اور کروڑہا کروڑ شکر ہے کہ اس نے ناچیز ہیچ مدان کو توفیقات سے نوازا اور اس کے بلکہ ساری کائنات کے آخری اور پیارے رسول مقبول حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاتمیت اور اکملیت کے حوالے سے سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کا پہلا شمارہ کتابی صورت میں شائع کرنے کی سعادت سے مشرف فرمایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اس کی پی ڈی ایف فائل بھی دور دراز کے اہل علم وقلم صاحبان کی خدمت میں پہنچ چکی ہے اور اگلے شمارے کے لئے ممکنہ موضوعات اور عنوانات کی ایک غیر حتمی فہرست بھی پیش کردی گئی ہے امید واثق ہے کہ اہل سنت کے باذوق اہل علم وقلم صاحبان ضرور اسے بنظر استحسان دیکھیں گے اور اپنے نہایت قیمتی اوقات میں سے چند لمحات نکال کر اسے ایک نظر دیکھ کر اپنی گراں قدر آراء سے ضرور نوازیں گے۔

اگر ممکن ہو سکے تو آپ میں سے کوئی بھی قلمکار درج ذیل عنوان پر بھی اپنا مضمون/مقالہ بھیج سکتے ہیں:

(1) "تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور ماہ نامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی شریف

(2) تحفظ ختم نبوت اور ماہ نامہ "سنی دنیا" بریلی شریف

(3) تحفظ ختم نبوت اور "یادگار رضا" ممبئی

(4) تحفظ ختم نبوت میں ہندوستان کی سنی صحافت کا کردار

(5) تحفظ ختم نبوت میں ہندوستان کی خانقاہوں کا کردار

(6) تحفظ ختم نبوت اور ہماری دینی تقریبات

(7) یورپ میں فتنۂ قادیانیت کی یلغار اور ہماری ذمہ داریاں

(8) عصر حاضر میں قادیانیت ایک فتنۂ عظیمہ کیوں؟

(9) ختم نبوت کے تحفظ میں خواتین کا کردار

(10) ختم نبوت کے تحفظ میں نوجوانوں کا کردار

(11) ختم نبوت کا تحفظ۔۔ یمامہ سے فیض آباد تک

(12) ختم نبوت کے تحفظ میں ہمارے مدارس کا کردار

(13) نئی نسل کو فتنۂ قادیانیت سے کیسے بچایا جائے

(14) سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کی پہلی خصوصی اشاعت۔ ایک مطالعہ، ایک جائزہ

(15) مجلہ کے دوسرے شمارے کے لئے بصیرت افروز اور روح افزاء "پیغام"

(16) شعرائے کرام ختم نبوت کے حوالے سے اپنا نعتیہ کلام/قطعات بھیج دیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

31 دسمبر 2022 تک آپ کی نگارشات ہمیں موصول ہونا ضروری ہیں، ورنہ تاخیر سے آنے والی نگارشات کو تیسرے شمارے میں شامل کیا جاسکے گا۔ ان شاء اللہ۔

امید واثق ہے کہ ارباب علم ودانش اور علماء ومشائخ ناچیز ہیچ مدان کی گزارشات پر ضرور نظر توجہ فرمائیں گے۔ آپ سب کی دعاؤں، وفاؤں اور عطاؤں کا طالب: گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

5 ربیع الآخر 1444ھ/1 نومبر 2022ء

نظر التفات توفرمائیں!

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام دامت برکاتہم

العالیہ!   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کی اشاعت کی پر مسرت خبر آپ کی خدمت میں پہنچا چکا ہوں اور دور دراز بسنے والے علمی احباب کی خدمت میں اس کی پی ڈی ایف فائل بھی پہنچا چکا ہوں--

نیز اس مجلہ کے دوسرے شمارے کے حوالے سے آپ کی خدمت میں چند معروضات اور عنوانات بھی حاضر کر چکا ہوں لیکن اس حوالے سے آپ کی جانب سے مسلسل خاموشی فقیر کے لئے باعثِ تشویش ہے۔ اللہ کرے آپ خیریت سے ہوں۔ مہربانی فرما کر اس جانب توجہ فرمائیں۔ فتنۂ قادیانیت کے رد اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں ناچیز ہیچ مدان کی سرپرستی فرمائیں، پیغام/تاثرات/مضمون و مقالہ/تجزیہ اور کلام سے دنیا کو مستفیض ہونے کا موقع فراہم کریں، مجھے احساس ہے کہ آپ کی عدیم الفرصتی ہے لیکن میرے پیارے آخری نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاتمیت اور اکملیت کے حوالے سے چند لمحات ضرور نکالیں اور اپنی نگارشات ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو ہمیشہ شاد وآباد اور بامراد رکھے اور دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ اور آخرت میں شفیع روز جزا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔ دعا گو و دعا جو

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

التجائے فقیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اگر آپ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" کے دوسرے شمارے کے لئے پیغام/مضمون وغیرہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اپنے موضوع کا عنوان لکھ کر بھیج دیں تاکہ تکرار سے بچا جاسکے اور باقی اہداف کی جانب اہل علم و قلم کی توجہ مبذول کرائی جاسکے--- جزاک اللہ خیرا کثیرا کثیرا۔

والسلام مع الاکرام۔ گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

گیارہویں شریف بہت بہت مبارک ہو

گرامی وقار حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری۔ دامت برکاتہم القدسیہ---۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو اور عالم اسلام کو گیارہویں شریف بہت بہت مبارک ہو۔

ان شاءاللہ تعالیٰ تفصیل سے اپنے معروضات پیش کروں گا۔

عرض گزار:

احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

ختم نبوت اور ماہ نامہ اشرفیہ پر کچھ

گرامی وقار، فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ وہاج۔

چند روز سے آپ سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکا، اس کا ہمیں احساس ہے۔ ہماری مصروفیات کے نتائج سامنے نہیں آتے، دعا فرماتے رہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی آپ ہی کی طرح سچا خادمِ سنیت بننے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔

آپ کی نت نئی تحریریں اور بامقصد تالیفات اور تصنیفات دیکھ کر دل و دماغ ہمیشہ فرط مسرت سے سرشار رہتے ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ اتنے ضخیم ضخیم نمبر مرتب فرما کر منظر عام پر لے آتے ہیں، سہ ماہی خاتم النبیین ﷺ کے پہلے خصوصی شمارے کی زیارت ہوئی، ماشاء اللہ تعالیٰ دل و دماغ نے گہرا اثر قبول کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت پر جو قلمی سلسلہ جاری ہے، اس میں اس نمبر پر بھی اظہار خیال کروں گا۔

آپ نے دوسرے شمارے کے لیے بھی کچھ لکھنے کا حکم دیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہم "تحفظ ختم نبوت اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور" پر کچھ معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

"مقالاتِ خادمیہ" اور "تقدیمات خادمیہ" پر آپ کی گراں قدر تحریریں موصول ہوئیں، ہم مرتبین اور تاثرات پیش کرنے والوں کی بارگاہوں میں تبریکات پیش کرتے ہیں، ان کی ترتیب کے بارے میں تو ہم نے بھی تحریری طور پر اپنی قلبی آرزو سپردِ قلم کی تھی۔ ابھی آپ کی تحریروں کی صرف زیارت کی ہے، مطالعہ کر کے اپنا تاثر بھی پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کی علمی اور فکری تحریریں اس بار نومبر 2022ء میں شاملِ اشاعت ہیں اور آپ پر جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ بھی ابھی جاری ہے۔

ہاں ایک ضروری بات یہ دریافت کرنا ہے کہ ماہ نامہ الخاتم ﷺ

بروقت موقوف ہو گیا ہے؟ اس سے قبل آپ نے اپنی چند کتب کی جو پی ڈی ایف فائلیں ارسال فرمائیں، وہ ایک طالب علم کی غلطی سے ڈیلیٹ ہو گئیں، اگر زحمت نہ ہو تو انھیں بھی ارسال فرما دیں۔ ماشاء اللہ آپ کی قدیم کتاب "امام احمد رضا اور مجذوبین" ہماری ذاتی لائبریری میں دستیاب ہو گئی زیارت کی، آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ ماشاء اللہ آپ جس موضوع پر لکھتے ہیں دل و دماغ خوش کر دیتے ہیں۔

لکھنے کو تو بہت کچھ ہے مگر بروقت ..... آپ دعاؤں سے نوازتے رہیں۔ از: احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

19/ربیع الثانی 1444ھ/6/نومبر 2022ء

آپ کا مقالہ قارئین اور مدیر اعلیٰ پروفیسر نصرت بخاری نے خوب سراہا

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام مبارک العلماء والادباء علامہ مبارک حسین مصباحی زید مجدہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

طویل عرصے بعد آپ کا مبارک نامہ فردوس نظر ہو کر باعثِ فرحت بخش ہوا،

الحمد للہ، آپ صحت و سلامتی کے ساتھ نہ صرف کشور تدریس کے تاجور ہیں بلکہ آسمان قلم و قرطاس پر بھی آفتاب نیمروز کی طرح جگمگا رہے ہیں اور دنیا بھر میں علم و عرفاں پھیلا رہے ہیں اور اپنی گراں قدر نگارشات ماہ نامہ "اشرفیہ" کے صفحات پر سامنے لا رہے ہیں۔۔ ماشاء اللہ، آپ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں اس موضوع کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ پھر آپ کی ہر تحریر کی یہ انفرادیت نمایاں ہے کہ اس سے جذبۂ حب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مجھ ناچیز ہیچ مدان کے بارے میں آپ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے، یہ آپ کا حسنِ ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ مجھ ناچیز ہیچ مدان کو بھی آپ سے اور آپ کی تحریروں سے جو محبت و چاہت ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔

آپ نے جس انداز میں فقیر کے بارے میں نہایت مفصل مقالہ لکھا جو مجلہ ذوق کے "فضیلۃ الشیخ نمبر" کی زینت بنا اور اسے قارئین نے بنظر استحسان دیکھا بالخصوص مدیر اعلیٰ پروفیسر سید نصرت بخاری صاحب نے تو اسے بہت سراہا۔ کیوں نہ ہو اس کی سطر سطر سے خلوص و محبت اور للّٰہیت ظاہر و باہر ہے۔ پھر آپ نے اسی مقالے پر مزید نظر ثانی فرمائی، اس میں کئی اہم اضافات فرمائے اور اسے ماہ نامہ "اشرفیہ" میں قسط وار شائع فرما رہے ہیں۔ یہ آپ کی محبت اور چاہت کا ثمرۂ شیریں ہے۔ ان شاء اللہ، آپ کا یہ مقالہ الگ کتابی صورت میں بھی چھاپنے کا اہتمام کیا جائے گا۔

سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کی پسندیدگی پر بھی سراپا سپاس ہوں۔ اس کی مجلسِ ادارت میں آپ کا نام بھی نہایت ہی روشن اور نمایاں ہے۔ اس پر اپنے تاثراتی مقالہ سے ضرور نوازیں۔ اس کا دوسرا شمارہ بھی "خصوصی اشاعت نمبر 2" ہو گا اور اس میں آپ کی جانب سے "تحفظ ختم نبوت اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور" کے عنوان پر ایک مفصل اور جامع مقالہ ضرور آنا چاہئے تاکہ "محافظین ختم نبوت کی تاریخ و تذکرہ" مرتب کرنے میں معاون ثابت ہو سکے۔۔

فقیر اپنی مختلف کتابوں کی پی ڈی ایف فائلیں دوبارہ بھجوانے کی کوشش کرے گا، ان شاء اللہ۔

فقیر کی مختلف نگارشات کو آپ نے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا اس پر آپ کا شکر گزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کے علم و قلم کو مزید عروج عطا فرمائے اور آپ کے خانوادے کو بھی ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔۔

آپ اپنی دختر نیک اختر کی رخصتی کے فرض سے بھی سبکدوش ہوئے ہیں، اس پر بھی آپ اور آپ کی اہلیہ صاحبہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی بلکہ میری اس دختر نیک اختر کے نصیب اچھے کرے، ازدواجی زندگی کو ہمیشہ خوش گوار رکھے اور ہمیشہ شاد و آباد اور بامراد رکھے۔

اپنی دعاؤں میں اس ناچیز ہیچ مدان کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برہان شریف، ضلع اٹک پنجاب پاکستان

(13/ربیع الآخر 1444ھ/9/نومبر 2022ء)

خیر و خبر

دینی مدارس ہدایت کے سرچشمے، امن کے گہوارے اور اشاعتِ دین کا ذریعہ ہیں۔ (مبارک حسین مصباحی)

دینی مدارس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ اسلام کی، دینی مدارس عہد نبوی سے لے کر آج تک اپنے ایک مخصوص انداز سے چلے آرہے ہیں حضور ﷺ کے دور میں پہلا دینی مدرسہ وہ مخصوص چبوترہ جس کو "صفہ" کہا جاتا ہے تھا اور اس میں حضور ﷺ سے تعلیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیۂ نفسی حاصل کرنے والے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس سمیت 70 کے قریب صحابۂ کرام "اصحاب صفہ" اور سب سے پہلے دینی طالب علم کہلاتے ہیں۔ دینی مدارس کا اپنا ایک مخصوص نصاب ہوتا ہے جو انتہائی پاکیزہ اور نورانی ماحول میں پڑھایا جاتا ہے جس میں مستند عالم دین کا مقام حاصل کرنے کے لیے عربی و فارسی صرف و نحو، قران و حدیث، تفسیر، فقہ و اصول فقہ معانی و ادب، منطق و فلسفہ وغیرہ جیسے ضروری علوم کا ایک عمل نصاب پڑھنے کے بعد وہ عالم دین کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔ ان ہی دینی مدرسوں کے بارے میں شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا تھا:

"ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو ان ہی مدارس میں پڑھنے دو اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟ جو کچھ ہو گا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔"

مذکورہ خیالات کا اظہار معروف ادیب جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سینئر استاذ و ماہنامہ اشرفیہ کے چیف ایڈیٹر علامہ الحاج مبارک حسین مصباحی نے ضلع مہراج گنج کے ہرپور چوراہا پر ایک خصوصی تقریب میں شرکت کے دوران کیا، انہوں نے کہا کہ دینی مدارس جہاں اسلام کے قلعے، ہدایت کے سرچشمے، دین کی پناہ گاہیں، اور اشاعت دین کا بہت بڑا ذریعہ ہیں وہیں یہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقی طور پر "این جی اوز" بھی ہیں، جو لاکھوں طلبہ و طالبات کو بلا معاوضہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو رہائش و خوراک اور مفت طبی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان دینی مدارس نے ہر دور میں تمام تر مصائب و مشکلات، پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود کسی نہ کسی صورت اور شکل میں اپنا وجود اور مقام برقرار رکھتے ہوئے اسلام کے تحفظ اور اس کی بقا میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور اپنے ادارے کے قارئین کو اچھے شہری کے طور پر پیش کیا ہے، ملک کی آزادی میں ان ہی مدارس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انگریزوں نے برصغیر میں اپنے تسلط اور قبضہ کے لیے دینی اقدار اور شعائر اسلام مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ان ہی دینی مدارس اور اس میں پڑھنے پڑھانے والے خرقہ پوش اور بوریا نشین طلبائے دین اور علمائے کرام ہی تھے، انگریزوں نے متحدہ ہندوستان میں سب سے پہلے دینی مدارس اور خانقاہوں کو مسمار کیا، آگرہ سے لے کر دہلی تک سینکڑوں علما کو پھانسی، کالا پانی اور دیگر ظالمانہ سزائیں دیں۔ سینکڑوں علمائے حق نے اپنی تقریروں اور تحریکوں کے ذریعہ مسلمانوں میں آزادی کی وہ روح پھونکی کہ جس کے نتیجہ میں آخر کار انگریز برصغیر سے اپنا بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور ہو گئے۔

اب ایک مرتبہ پھر عالمی سطح پر ایک مذموم سازش کے تحت مغربی ذرائع ابلاغ کا ان دینی مدارس کے بارے میں ایک مرتبہ پھر غلط اور بے بنیاد پروپگنڈہ شروع کر دیا گیا۔ دینی مدارس اور علما ملک کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہیں، دینی مدارس ہدایت کے سرچشمے، امن کے گہوارے اور اشاعت دین کا ذریعہ ہیں ان کا دہشت گردی اور تخریب کاری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مغرب کا پروپیگنڈہ ان کے بارے میں بے بنیاد ہے، ان دینی مدارس اور علما کی وجہ سے آج نسل نو کا ایمان محفوظ ہے، دینی مدارس کے طلبہ وحدت کی نشانی اور اتحاد و یکجہتی کا عملی ثبوت ہیں، مختلف قومیتوں، صوبوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود دینی مدرسہ کی ایک ہی چھت کے نیچے نورانی اور پاکیزہ ماحول میں اکٹھے رہتے، ایک ہی برتن میں کھاتے اور پڑھتے ہوئے نظر آئیں گے۔

انہوں نے کہا کہ دینی مدارس نے کبھی بھی آئین و قانون کی

مخالفت اور مدارس کو رجسٹرڈ وآڈٹ کروانے سے انکار نہیں کیا، دینی مدارس کھلی کتاب ہیں اور ان کے ایک ایک پیسے کا حساب موجود ہے۔ دینی مدارس کے تحفظ واستحکام، دینی طبقات کے ساتھ امتیازی سلوک اور مدارس دینیہ کے خلاف غلیظ بے بنیاد پروپیگنڈہ کے سدباب کے لیے دینی مدارس و جامعات کی تعلیمی، رفاہی، قومی وملی خدمات سے روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

فتاوائے رضویہ کے 100 سیٹ مفت تقسیم کرنے کا اعلان

25 صفر المظفر 1444ھ مدرسہ اصلاح المسلمین مسلم یتیم خانہ رائے پور میں عرس اعلیٰ حضرت نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا۔ اس موقع پر جانشین محسن ملت حضرت مولانا محمد علی فاروقی صاحب قاضی شہر نے اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ آج بڑے بڑے عالم کو ان کے علاقے والے ٹھیک سے نہیں پہچانتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت کی وہ ذات تھی کہ عرب وعجم کے علما انھیں مجدد کہ کر مخاطب فرماتے ہیں اور مخالفین بھی ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ آج سے سو سال پہلے علاقہ چھتیس گڑھ میں سب سے پہلے خلیفہ اعلیٰ حضرت محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرایا اور اس شان وشوکت کے ساتھ لہرایا کہ پورے علاقے میں ہر گھر میں ان کا ڈنکا بجنے لگا۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت کو پہنچوایا اور ان کے علمی کارناموں سے لوگوں کو روشناس کروایا۔

اعلیٰ حضرت نے ہمیشہ علمی کام انجام دیا اور حضرت محسنِ ملت نے ان کے علمی کارنامے کو آگے بڑھایا اس لیے اس موقع پر طلبا کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی طلبہ کو بطور انعام کتابیں دی گئیں اور کچھ طلبہ کو نقدی سے بھی نوازا گیا۔ اس موقع پر یہ بھی طے کیا گیا کہ فتاوی رضوی کا سو سیٹ ضرورت مند لائبریریوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس کے لیے ضرورت مند حضرات سے گزارش ہے کہ مدرسہ اصلاح المسلمین مسلم یتیم خانہ کے پتے پر رابطہ قائم کریں۔ یا قاضی شہر مولانا محمد علی فاروقی کے واٹس ایپ پر درخواست بھیجیں۔ اگر ان کا 100 کے اندر میں انتخاب ہوجائے گا تو ان کے پتے پر ایک مکمل سیٹ بھیج دیا جائے گا۔ از:فقط میڈیا انچارج **اشرف علی فاروقی مصباحی**

مدرسہ اصلاح المسلمین مسلم یتیم خانہ، بیجناتھ پارہ، رائے پور

دار العلوم قادریہ چریاکوٹ میں محفل یاد اعلیٰ حضرت

25/ صفر المظفر 1444ھ مطابق 23 ستمبر 2022ء بروز جمعہ مبارکہ بعد نماز مغرب، دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، (مئو) کے قادری ہال میں تاجدارِ علم و فن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ کی یاد میں ایک محفل کا انعقاد کیا گیا، جس میں عقیدت مندانِ اعلیٰ حضرت اور دار العلوم کے اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی اور امامِ اہلِ سنّت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا، جناب قاری الباب حسین قادری آسامی کی تلاوتِ قرآن سے محفل کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد حافظ و قاری سیف رضا چریاکوٹی نے نعتِ رسول پڑھ کر محفل میں شریک حضرات کو محظوظ کیا، اس کے بعد کئی دیگر طلبہ دار العلوم قادریہ نے نعتیہ نغموں سے محفل کو پُرسرور کیا۔

مبلغ دار العلوم مولانا عبد الرب قادری نے نقابت کے فرائض انجام دیے، اس محفل کے انعقاد میں خصوصی طور سے خادمِ قرآن جناب الحاج محمد عمران دادانی رضوی بانی ادارہ نشان اختر، ممبئی نے حصّہ لیا اور طلبہ واساتذہ وغیرہم کے لیے لنگر کا اہتمام کیا۔ جب کہ ادارے کے خاص رکن جناب فیضی محسن جلیل (مالیگاؤں) بھی شریکِ محفل تھے۔

آخر میں مدیر دار العلوم قادریہ حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مقام و مرتبے کو اجاگر کرتے ہوئے ایک شان دار اور پُر مغز بیان کیا، موصوف نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلا شبہہ امام العلما اور سیّد الفقہا تھے۔ ان کے عہد سے آج تک اتنا بڑا فقیہ اور مرجع علما پیدا نہیں ہوا، آج ان کے فتاویٰ کا مجموعہ بتّیس جلدوں پر پھیلا ہوا ہے، جو صرف مقدار ہی میں نہیں قدر و قیمت اور معیار میں بھی اتنا عظیم و جلیل ہے کہ آج علما وفقہا فتویٰ نویسی میں اس سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں، بلا شبہہ یہ مجموعہ فتاویٰ فقہ حنفی کے انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتا ہے، اس کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آج مختلف فیہ مسائل میں جملہ اہل سنّت و جماعت کا یہی معتمد و محور مانا جاتا ہے۔

آخر میں صلاۃ و سلام اور حضرت نعمانی صاحب کی دعا پر محفل کا اختتام عمل میں آیا۔ دیگر شرکاے محفل کے اسماے گرامی یہ ہیں:

مولانا لئیق احمد برکاتی، مولانا حافظ عبد السلام رضوی (پرنسپل دار العلوم قادریہ)، مولانا محمد اختر الاسلام قادری، مولانا سلیم احمد

مصباحی بھیروی واستاذ الحفاظ حافظ وقاری محمد اجمل اعظمی، حافظ شمیم احمد چریاکوٹی واساتذہ دارالعلوم قادریہ۔

نوری مشن کی نئی اشاعت "امام احمد رضا تحقیق کے آئینے میں"

مالیگاؤں: امام احمد رضا نے خدمتِ دین کی غرض سے علم وفن اور تحقیق وتدقیق کی جملہ شاخوں پر لالہ وگُل کھلائے اور سلفِ صالحین کے علوم وفنون کی یاد تازہ کردی۔ اسی رُخ سے نوری مشن کی نئی اشاعت "امام احمد رضا تحقیق کے آئینے میں" عرس رضا کی روح پرور ساعتوں میں منصۂ شہود پر ہے۔ یہ مشن کی 137 ویں اشاعت ہے، جس کی تقسیم تحفتاً ہوگی۔ غلام مصطفیٰ رضوی کے محققانہ قلم اور سنجیدہ اسلوب کی آئینہ دار یہ کتاب اِن عناوین کا احاطہ کرتی ہے: عہدِ رضا کا مذہبی و سماجی پس منظر، دائرۂ تحقیق، علوم وفنون، محدثانہ مقام پر تحقیق، تحقیقی جائزے پر ایک نظر، رضویات پر کتب ومقالات، مقالات برائے انسائیکلوپیڈیا، نصابِ تعلیم اور رضویات، امام احمد رضا اور عالمِ عرب، جامعات اور رضویات، رضویات پر علمی کام کرنے والے ادارے، رسائل وجرائد۔ 76/ علوم و فنون رضا کی فہرست بھی پیش کی گئی ہے۔ امام احمد رضا کی عرب دُنیا میں مقبولیت، تصانیفِ رضا کے عربی تراجم، علماے عرب کی تقاریظ، علماے عرب کے امام احمد رضا پر 25/ مقالات کا بھی ذکر ہے۔ یونیورسٹیوں اور جامعات میں ہونے والی تحقیقات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یوں ہی ایسی 39/ یونیورسٹیوں اور جامعات کی لسٹ ہے جہاں امام احمد رضا پر ریسرچ ہوئی یا ہو رہی ہے۔ ایسے 75/ اداروں کی لسٹ ہے جہاں رضویات پر سرگرمیاں انجام دی گئیں یا دی جا رہی ہیں۔ مکمل مقالہ ایسا ہے کہ مطالعہ کی میز پر آویزاں کیا جائے۔ دستی طور پر مدینہ کتاب گھر سے بلاقیمت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ پی ڈی ایف فائل کے لیے واٹس ایپ رابطہ کریں:

غلام مصطفیٰ رضوی 9325028586،
فرید رضوی 9273574090،
معین پٹھان رضوی 7588815888

از: **نوری مشن** مالیگاؤں

جشن رضا و سنگ بنیاد مسجد شارح بخاری

25/ ستمبر 2022ء بروز اتوار۔
مقام زمیندار روڈ نئی بستی مارواڑی کل، حاجی نگر
بیادگار: فقیہ اعظم ہند حضور شارح بخاری حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق امجدی مصباحی علیہ الرحمہ

سرپرستی و سنگ بنیاد بدست حضور عزیز ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ عبدالحفیظ صاحب سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

زیر حمایت: حضرت نعیم ملت علامہ و مولانا نعیم الدین مصباحی قبلہ عزیزی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

زیر صدارت: حضرت مولانا نور محمد مصباحی امام و خطیب جامع مسجد مارواڑی کل

زیر قیادت: جانشین حضور شارحِ بخاری حضرت علامہ الحاج حمید الحق مصباحی برکاتی، متولی مسجد ومدرسہ شمس العلوم گھوسی

نظامت: حضرت مولانا اشتیاق احمد مصباحی خطیب و امام سردار مسجد، چاپدانی

مقررین وشریک علماے اہلِ سنت: حضرت علامہ مفتی دلدار عالم مصباحی استاذ دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ و قاضی بنگال، حضرت علامہ مفتی الحاج مختار عالم مصباحی، صدر مجلس علماے بنگال، شہزادۂ شارح بخاری مولانا وحید الحق برکاتی گھوسی، حضرت مولانا خورشید انور مصباحی گھوسی، شہزادۂ شارح بخاری مولانا ظہیر الحق برکاتی گھوسی، مولانا محمد فاروق برکاتی دار العلوم گلشنِ برکات، دھول پور، راجستھان، مولانا معین الدین مصباحی، جناب حافظ انور علی اشرفی، مولانا جہانگیر مصباحی۔

جشن رضا کانفرنس سے حضور عزیز ملت کا خطاب: مسلمانوں کو توکل اور پیغام رسول ﷺ پر عمل کرنے کی ضرورت۔ آپ نے مسلمانوں کو اعمالِ صالحہ کرنے اور ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی، آپ نے فرمایا: حضرت شارحِ بخاری علیہ الرحمہ انتہائی صالح اور بلند ترین فقیہ اور حدیث کی سب سے اہم کتاب بخاری شریف کی مکمل شرح نزہۃ القاری 9/ جلدوں میں مکمل فرمائی۔ دیگر خطبا نے بھی اسلام اور مساجد کے موضوعات پر خطابات فرمائے۔

جملہ اراکین و معزز سامعین: جناب الحاج ماسٹر ارشاد احمد شریفی، قاضی اسرار احمد، ماسٹر فیاض عزیزی، الحاج اقبال احمد شریفی، الحاج ماسٹر نظام الدین، اظہار احمد شریفی لکچرر چشمۂ رحمت انٹر کالج جگندل، عطاء الرحمٰن، ماسٹر محمد لقمان، غنی خان، محمد شاہد، ابرار احمد۔

از: ماسٹر انوار احمد شریفی

*****

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.2

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

OCT. 2022

DONATION

(For Education) برائے تعلیمی چندہ

(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Central Bank of India
A/C 3610796165
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Union Bank of India
A/C 303001010333366
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Punjab National Bank
A/c 05752010021920
IFSC. Code : PUNB0057510

(For Construction) برائے تعمیری چندہ

(1) Aljamiatul Ashrafia
Central Bank of India
A/c 3610803301
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Aljamiatul Ashrafia
Union Bank of India
A/c 303002010021744
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Aljamiatul Ashrafia
Punjab National Bank
A/c 05752010021910
IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN